

# جنگ سوال

تانیف

جے۔ ڈی۔ بی۔ گریمل صاحب بہادر سابق انڈین سول سروس،

و

عالیجناب شمس العلماء مولانا سید علی صاحب بلگرامی۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔

ایف۔ جی۔ ایس۔ ایسوشیٹڈ پریل سکول آف مائنس لندن

ممبر آف دی ایشیاٹک سوسائٹی آف گریٹ برٹین اینڈ ایرلینڈ

ممبر آف دی ناردرن آف انکلینڈ انسٹی ٹیوشن آف مائننگ انجینیرس

ممبر ایشیاٹک سوسائٹی بنگال و بمبئی

بی۔ ایل۔ گولڈ میڈلسٹ کلکتہ یونیورسٹی

ممتحن سنسکرت مدراس یونیورسٹی وغیرہ وغیرہ

ستر جم میڈیکل حورس پروڈینس از انگریزی و تدریس عربی و فرانسیسی وغیرہ متعدد تفریبات ریلوے

و معدنیات و صفائی وغیرہ مالک محروسہ سرکار نظام

میرٹھ میں ایک کامیاب مہاجرین کا کمرہ و زمین فلاح



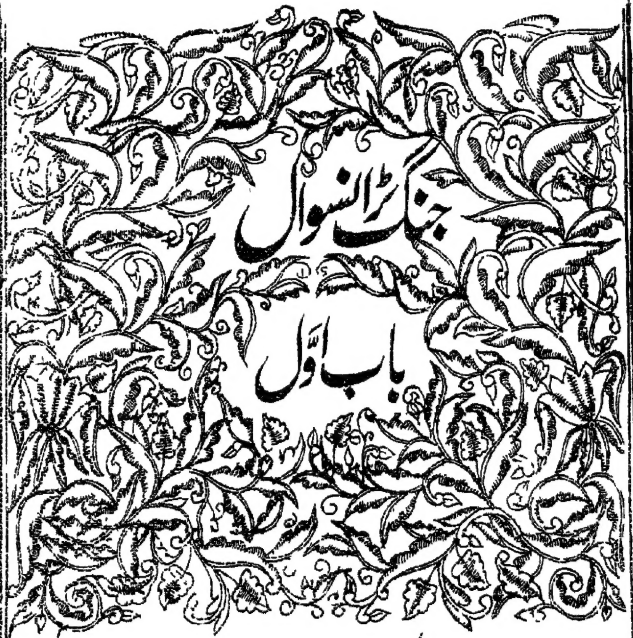
اس مختصر سی کتاب کی اشاعت کا سب سے مقصود ہے کہ اہل ہندوستان کے اصل حالات اور جنگ کے اسباب سے بخوبی واقف ہو جائیں غیر ملکیوں میں بہت بدگمانیاں پھیلی ہوئی ہیں اور ان کے دفع کرنے کے لئے یہ ضرورت ہے کہ اہل ہندوستان کے حالات تسلسل اور وضاحت کے ساتھ تحریر کئے جائیں ہندوستان اور دوسرے ملکوں میں بہت سے حضرات جنوبی افریقہ کے حالات سے برائے نام واقف ہیں۔ اس کتاب میں نہ کوئی جدت ہے اور نہ تراش خراش صرف ہداگامی وسائل سے ہتھوگون نے حالات فراہم کئے ہیں اور مختلف مصنفوں کے بیانات اور ان کے اقوال پر اتفاقی ہے جنہوں نے کل کیشیتین چپٹم خود دیکھی تھیں۔ اگر ان تمام مصنفوں کی تحریروں کا ترجمہ کیا جاتا تو غالباً یہ کتاب بہت ضخیم ہو جاتی اور کوئی شخص اسے پڑھنے کی تکلیف گوارہ نہ کرتا۔ اس خیال سے

صرف مضمین ضروری منتخب کر لئے گئے ہیں اور وہ تاریخی حیثیت سے  
 آپس میں بالکل دست درگربان ہیں۔ ہلوگوں نے جو کچھ لکھا ہے وہ انصاف  
 اور حق پسندی کیساتھ لکھا ہے جس میں بطلیتی اور کوتاہ نظری کا شائبہ تک نہیں ہے  
 اور نہ بچھ ہو سکا ہے کہ بورون کی ہمدردی بالکل دل سے نکال دالی ہے۔ بہن  
 شک نہیں وہ بڑے بہادر لوگ ہیں اور اپنی آزادی کے لئے جسے وہ  
 جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں گلے کٹوانے کے لئے تیار ہیں۔

واقعات جنگ نے جو دوسرے حصہ میں بیان کئے جائینگے ثابت کر دیا  
 ہے کہ بہادری اور جنگ آزمودگی کی قدر کیوں ہو وہ کثیر التعداد فوج کے  
 مقابل میں کچھ نہیں کر سکتی لیکن اُمید ہے کہ اختتام جنگ کے بعد اس بہادر  
 قوم کے ساتھ فیاضانہ سلوک کیا جائیگا اور سخت و تاج ملکہ معظمہ و بریت حکومت  
 انگلستان انہیں ایسے اختیارات اور آزادی عطا فرمائیگی جو ان کے شایان  
 ہوگی۔

(جے۔ ڈی۔ بی۔ گریسل)

سید علی ملگرامی



# جنگل النساواں

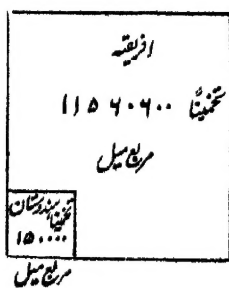
## باب اول

### طرانسواں کی سلطنت جمہوری کا آغاز

۱۔ افریقہ ایک ایسا وسیع ملک ہے اور کچھ دنوں قبل تک بمقابلہ دوسرے ممالک کے ایسا غیر مانوس اور مخفی رہا ہے کہ اس سر زمین اور اوس کے باشندوں کی بابت عام لاعلمی کا ہونا حق بجانب ہے۔

۲۔ گوہندوستان خود ایک وسیع ملک ہے مگر افریقہ کا بڑا عظیم تنہیناً آٹھ حصہ اوس سے بڑا ہوا ہے ان دونوں خطوں کے رقبہ کا باہمی اندازہ ان دو اشکال مربع سے ہو سکتا ہے جو ذیل میں درج کیجاتی ہیں چوتھا مربع ہندوستان کا ہے اور بڑے مربع سے افریقہ مراد ہے۔





۳۔ مگر آبادی کے لحاظ سے ان دونوں ممالک میں فرق عظیم ہے بڑا عظم  
 افریقہ میں جس کا طول انتہائے شمال سے جنوب تک پانچ ہزار انگریزی میل  
 ہے اور عرض مشرق سے مغرب تک تخمیناً اوتنا ہی خیال کیا جاتا ہے صرف  
 ۱۹۲۵۰۰۰۰ نفوس کی آبادی ہے برخلاف اسکے ہندوستان میں جو  
 بلحاظ وسعت کے اوس کا آٹھواں حصہ ہے تخمیناً تین کروڑ نفوس بستے ہیں۔  
 اکثر حصہ افریقہ کا ریگستان اور جنگل ہے اور اس آبادی کے لحاظ سے  
 جو بحوالہ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا اور پرپیان کی گئی فی استعارہ میل مربع ایک آدمی کا اوسط  
 پڑتا ہے۔ حالانکہ ہندوستان کی گنجان آبادی کا سرشکل فی میل مربع دو سو  
 نفوس کے قریب ہے تاہم یہیں معلوم ہے کہ ہندوستان سے آباد ملک  
 میں یہی ہزار ہا میل مربع اس وقت تک نامزدروع اور غیر آباد ہیں۔ پس خیال کیا  
 جاسکتا ہے کہ افریقہ کا کس قدر بڑا حصہ ابھی تک آبادیوں اور خلقت سے  
 خالی پڑا ہوا ہوگا۔

۴۔ بعض حصّے افریقہ کے زمانہ قدیم سے مشہور ہیں خصوصاً شمالی و مشرقی حصّہ جو مصر کہلاتا ہے غالباً دنیا کی قدیم ترین آبادیوں میں سے ہے اور اوسمین شایستگی کے جوئے نمایاں ہیں وہ اس بات کی خبر دیتے ہیں کہ اوسکو پانچ ہزار سال سے بھی زیادہ زمانہ گزرا ہے۔

۵۔ دوسرا شمالی حصّہ جو ساحل بحر متوسط پر واقع ہے اوسکو واقعات تاریخی سے قدیم تعلق ہے۔ کارتھج شہر روما کا مقابل رہا ہے اور پھر مراکش الجزائر اور تونس علوم عربیہ اور حکومت عرب کے مرکز ہے۔ مگر اوسکو بہت ہی تھوڑا زمانہ گزرا ہے کہ اس بڑا عظم کے باقی ماندہ سواحل کے حالات سے ہم کو کیا بالکل ناواقف تھے پندرہویں صدی میں جبکہ پرتگیزیہوں اور تجارت نے وہاں کے سفر کے سبب وہاں کے حالات کا زیادہ انکشاف ہوا اور بتدریج کم و بیش سواحل کے صحیح حدود دریافت ہوئے اور یہ معلوم ہوا کہ افریقہ کا شمالی حصّہ سب سے زیادہ عریض ہے اور ملک جنوب کی طرف تنگ ہوتے ہوئے بشکل راس بن گیا ہے۔

۶۔ جب اہل پرتگال نے سرزمین ہند کی تلاش میں مکرہمت چست کی تو پہنچنا مرحلہ اونکو یہ پیش آیا کہ مشرق جانیکی راہ گنا نے کیلئے اونکو پانچ ہزار میل سے زیادہ افریقہ کے ساحل غربی پر سفر دریا کرنا پڑا۔ ان میں سے اکثر سیاحوں کو یا تو مایوس ہو کر واپس جانا پڑا یا اسی کوشش میں جان دینی پڑی ۱۵۰۰ء تک

جس سال کہ بار تھا لوہیو ڈیاز کا جہاز پر بنگال سے روانہ ہوا ہے منتہائے جنوب کے راس کا حال معلوم ہی نہیں ہوا تھا۔

۷۔ جب ڈیاز ساحل مغربی پر جانب جنوب جا رہا تھا اور زمین اوس کے بائیں ہات کی طرف تھی اوس وقت ایک طوفان شدید برپا ہوا اور کئی دن تک جہاز کو سمت مخالف کی طرف بہا لے گیا۔ اس طوفان کے فرو ہونے کے بعد وہ جانب شمال پھر خشکی کی تلاش میں چلا گیا مگر اوسکو تعجب یہ تھا کہ گودہ جنوب کے عوض شمال کی طرف جا رہا تھا تب بھی زمین اوس کے بائیں ہات پر تھی اصل یہ تھا کہ اوس طوفان عظیم کی تندہی میں وہ راس کو طے کر چکا تھا لیکن اوسکو خبر نہیں ہوئی تھی جب وہ پلٹا۔ اور اوس کی کنارے کے محاذی جہاز کو لے چلا تب راس اوس کو داہنی طرف نظر آئی۔ اوس نے اوس کا نام کا پوینٹو سو یعنی راس طوفانی رکھا۔ لیکن یہ نام قائم نہ رہنے پایا اور شاہ پر بنگال کو جب ڈیاز کے سفر کی اطلاع دی گئی تو اوس نے اس خیال سے کہ اس راہ سے غالباً ہندوستان کا راستہ جسکی اوسکو نہایت تمنا تھی ہاتھ آگے گا اوس کا نام بدل کر کیپ آف گڈ ہوب یعنی راس امید رکھ دیا جو اب تک قائم ہے۔

۸۔ کئی سال تک یہ خلیج جس میں موجودہ کیپ ٹون واقع ہے پر بنگال کے تجار کے ٹھہرنے کا مقام تھا اور یہاں پھونچکر اونکو پانی اور تازہ اشیائے خوردنی ہاتھ آنی متھیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ ۱۶۱۰ء تک جبکہ پرتگیزیوں نے

ایک مختصر سی بستی یہاں قائم کی اہل یورپ کی کوئی باقاعدہ آبادی سمت پر نہیں ہوئی تھی۔ سید بعد اس بستی پر اٹالیاں سویڈن اور ڈنمارک نے قبضہ کر لیا۔ مگر یہ قبضہ عارضی تھا۔

۹۔ ۱۶۵۲ء میں ایک شخص مسیحی جان۔ وان ریبک نے جوٹج اسٹیٹ انڈیا کمپنی کا رجسٹر اس واقعے پر چاس سال قبل سندوی گئی تھی (ڈاکٹر تھا) تنوہرا میون کے ساتھ ٹیبل بے مین لنگر کر کے اس مقام پر ایک قلعہ تعمیر کیا اور ملک کے اندر آمد و رفت شروع کی۔ اس نئی آبادی کے رہنے والے کل قوم ٹچ اور ان قدیم ریفا مردوں کی اولاد سے تھے جن کے کبا و ابدال نے اپنے مذہب اور آزادی کے لئے اسپین سی با وقعت حکومت سے مقابلہ کر کے خود مختاری حاصل کی تھی۔

۱۰۔ ۱۶۸۵ء میں لوئی چہارم بادشاہ فرانس نے قانون الیکٹ آف مینٹس کو جسکی رو سے مغربی فرانس کے پراٹسٹنٹ رعایا کو آزادی خیال حاصل تھی منسوخ کر دیا اور اس وقت ان کی ایک جماعت نے ہالینڈ میں پناہ لی اور وہاں

۱۱۔ یہ وہ قانون تھا جسکو فرانس کے بادشاہ تہری چہارم نے ۱۶۸۵ء میں جاری کیا تھا اور جس کی رو سے فرانس کے فرقہ پراٹسٹنٹ کو پوری مذہبی آزادی دینی تھی۔ اس قانون کو لوئی چہارم نے ۱۶۸۵ء میں منسوخ کر دیا اور اس وقت فرانس کے پراٹسٹنٹ خاندانوں نے دوسرے ممالک میں پناہ لی۔

وہ اس لقیہ کی اس نئی آبادی میں بھیج دئے گئے یہاں بھی لوگ زراعت پیشہ ہو گئے اور شدہ شدہ ڈچ یا پور لوگوں میں مل گئے۔ ڈچ کمپنی ان نوآبادی لوگوں کے ساتھ ہنایت سختی سے پیش آئی اور اپنے مطالبہ جامہ اندہ سے ان کے قدیم اور موروثی خیالات کو اس درجہ مٹایا کہ ان کی مادری زبان فرانسیسی تک باقی نہ رہی۔ یہاں تک کہ اس واقعہ سے سو برس بعد جس وقت وہ مشہور فرانسیسی سیاح لادویان اس آبادی میں سے ہو کر کیپ کو گیا تو اس کو صرف ایک ہی پیر فرتوت ایسا ملا جو زبان فرانسیسی سمجھ سکتا تھا اور وہ بھی پورے طور پر نہیں۔ ان کی اصل زبان کونیست ونا بود کرنے کیلئے اول تو ان کو نوادرون کو حکم دیا گیا کہ کوئی درخواست کمپنی کے نام فرانسیسی زبان میں نہ کرنی چاہیئے پھر ان سے کہا گیا کہ عبادت کے کلمات ان کی مادری زبان میں نہ ادا کئے جائیں۔ اور آخر کار ان کے امور خانہ داری میں بھی خفیہ تجسس ہونے لگی۔ حتیٰ کہ فرانسیسی زبان کا بالکل قطع قمع ہو گیا اور یہ نوبت پہنچی کہ ہیروگوئی نسل موجودہ نہ صرف اپنی مادری زبان ہی سے ناواقف ہیں بلکہ خاص اپنے نام کا تلفظ تک صحیح ادا نہیں کر سکتے۔

۱۱۔ یہی پالیسی زمانہ موجودہ کے یورون کی ہے۔ اور باوجود اس کے کہ زیادہ تر باشندے وہاں کے انگریز ہیں نہ وہاں کے مدارس میں زبان انگریزی

لے یہ گنو فرانس کے پرائیٹ ہائیڈرو گرافکس نام سے مشہور ہیں۔

پرٹائی جاتی ہے اور نہ سرکاری طور پر اس زبان کا استعمال کیا جاتا ہے۔  
سرسڈنی شپٹرڈ جو چند روز قبل ہٹش کمیٹیا کے حاکم تھے پورون کی نسبت  
حسب ذیل تحریر کرتے ہیں۔

۱۲۔ زبان لوگوں کی زبان کثرت استعمال سے ایک نادار الوجود مجموعہ ڈھج اور  
فرانسیسی اور دوسری مختلف زبانوں کا بن گئی ہے اسکو فی الواقع کسانوں اور  
چرواہوں کی زبان کہنا چاہیے جس میں معمولی مہذب خیالات کے بیان کرنے  
کے لئے بھی الفاظ نہیں ہیں اور یہ معزوج اور گنوار بولی زبان ڈھج سے اس  
درجہ مختلف ہے کہ خود ہالینڈ میں وہ بمشکل سمجھی جاسکتی ہے نہ اس میں تصنیفات  
ہیں نہ ادب ہے اور نہ بلا آمیزش بگڑی ہوئی انگریزی کے اس میں کسی قسم  
کی وسعت پیدا ہو سکتی ہے غرض اس قوم توہر کی زبان خود ان کی ترقی کو روکنے  
والی چیز ہے اور بالکل صحیح ہوگا اگر کہا جائے کہ ان جاہل کسانوں نے اپنی  
زبان کے ذریعے سے اپنے اور کل دنیا کے تمدن کے بیچ میں ایک  
قدحہ دیوار کھڑی کر لی ہے۔

۱۳۔ بیچ ٹیچ لوگ جو بور کہلانے پر مرتے ہیں جس قدر اپنی آزادی کا جوش  
و خروش رکھتے ہیں ویسا ہی دوسروں کے حقوق کو تسلیم کرنے سے  
انکار کرتے ہیں۔ اگرچہ جنوبی افریقہ میں متعدد ویسی اقوام آباد ہیں مگر ان میں  
زیادہ تر مشہور ہٹش من کافر اور غولو ہیں ان ویسی اقوام کو بور لوگ مثل غلام یا

لوکر کے سمجھا کرتے تھے گویا انکی خاص خدمت گزاری کے لئے خلیق ہوئے  
ہیں۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ جب وہ مختلف وحشی اقوام سے دوچار ہوئے تو  
شدید جنگ و جدال کی نوبت آئی اور یہ دہیسی اقوام بتدریج ملک کے اندرونی  
حصوں میں ہڈی گھسیٹیں اور جو باقی رہ گئیں وہ حلقہ غلامی میں آگئیں۔

۱۴۔ یہ حالت ایک سو تین سال تک قائم رہی۔ اس زمانہ میں ہالینڈ  
کا گورنر ہندوستان میں پناہ گزین ہوا اور اُس کی طرف سے انگریزی بحری فوج  
نے اس خطہ افریقہ پر قبضہ کر لیا۔ کمپنی کے قائم مقام نے پہلے تو قبضہ دیو  
سے اٹھا کر کیا مگر چار اوسکو منظور کرنا پڑا۔ یہ قبضہ سرکار انگریزی کا سن ۱۸۰۸ء تک  
قائم رہا۔ مگر معاہدہ آمینسٹن بعد کیپ کالونی کا خطہ ہالینڈ کو واپس دیدیا گیا۔ اس  
واقعہ کے دو سال بعد پھر یورپ میں جنگ ہوئی اور گورنمنٹ انگریزی نے  
فوج کشی کر کے بذریعہ سرٹھوٹویرٹ کے جہنوں نے میسور اور سرنگاپٹم  
میں نہایت مشرت حاصل کی تھی دوبارہ قبضہ کر لیا اور یہ قبضہ عہد نامہ وینا  
کے رو سے بحال رہا اور اب تک اسی طرح قائم ہے۔

۱۵۔ منجملہ اقوام یورپ کے سالہاے وراز تک صرف انگریزی جنوبی افریقہ  
میں آباد رہے۔ ساحل مغربی پر خلیج ڈیلاگواسے جانب شمال بہت دور تک

۱۶۔ فرانس کا ایک مشہور شہر ہے۔ یہاں ۱۷۹۵ء میں انگلستان۔ فرانس۔ ہالینڈ اور اسپین  
کے درمیان وہ معاہدہ ہوا جس کا ذکر بیان کیا گیا ہے۔

اہل پرنکال کا قبضہ تھا مگر ان کی حالت نہایت سقیم اور تباہ تھی اور چونکہ کوئی  
یورپی دشمن ہزاروں میل تک نظر نہیں آتا تھا حکومتِ برطانیہ نے  
کیپ کالونی کے حدود کو بتدریج وسعت دی اور جو مختلف جنگیں وقتاً فوقتاً  
کافرون کے ساتھ ہوتی رہیں اون میں انگریزی ہی فوج لڑتی رہی بعض  
قطعات میں مثل البنی کے نصف اہل برطانیہ ہی آباد ہوئے مگر دوسرے  
حصوں میں تو راجہ کی قدیم اہلک پر قائم رہے اور جون جون اونکی اتحاد  
پر پہنچی گئی وہ جدید مقامات تک پھیلنے لگے۔ اور دیسی اقوام سے لڑ پڑ  
کر بڑے بڑے موزوں پر جو رقبے میں ہزار ہا بیگہ تھے قابض ہو گئے۔  
چونکہ پورہ ہمیشہ جنگلی جانوروں اور وحشی آدمیوں سے خائف رہتے تھے وہ  
اپنے اوایل عمر ہی سے ہتھیار چلانے کی مشق کیا کرتے اور اسی لحاظ سے  
اعلیٰ درجہ کے نشانہ باز اور شکاری ہوا کرتے تھے اور اب بھی ہیں۔ جہاں  
کہیں وہ جاتے دولتِ برطانیہ کی رعایا ہونے کے حقوق انکے ساتھ  
رہتے اور جب کبھی ضرورت پڑتی ان کو انگلستان سے مدد ملا کرتی۔

۱۶۔ ۱۸۳۲ء میں انگلینڈ کو بروہ فروشی کے مظالم سے آگاہی ہوئی  
اور دولت نے مصمم ارادہ کر لیا کہ اس بد بخت رسم کو اپنے تمام دائرہ حکومت سے  
اٹھا دے۔ اس قاعدہ کا عمل کیپ کالونی میں بھی کیا گیا اور جتنے غلام  
پور لوگوں یا دوسرے باشندوں کے پاس تھے وہ سب آزاد کر دیئے گئے۔



اودن کے مالکون کو نقصان کا معاوضہ دیا گیا لیکن چونکہ یہ معاوضہ اودن کے  
 خیال میں ناکافی تھا لوگ عموماً بد دل ہو گئے۔ صرف یہی ایک باعث انکی  
 ناراضی کا نہیں ہوا بلکہ اودن کے خیال میں حکومت انگریزی کی مداخلت اودنکی  
 خانگی معاملات اور اودن کی شخصی آزادی میں ضرورت سے زیادہ معلوم ہونے  
 لگی یہ شکایت زیادہ اودن کو گون کو تھی جو سرحد پر تھے۔ اور سب پر مافوق یہ  
 شکایت تھی کہ قانوناً اودن کے اور کافرون کے حقوق میں کوئی فرق نہیں رکھا  
 گیا تھا۔ پس اس بنا پر بہتوں نے آوارگی پر کمر باندھ لی تاکہ کوئی مقام حدید  
 تلاش کر کے وہاں اپنے قدیم رسم و رواج کے موافق بسر کریں۔ اور  
 اودن تک سلطنت انگریزی کے کسی حاکم یا محصولدار کا دسترس نہونے  
 پائے چنانچہ بہت سے بورٹریچر اور پارٹس اور ریٹین کی سرکردگی میں  
 اپنے اہل و عیال اور اسباب خانہ داری کو ساتھ لیکر تہلاش لہاواوا  
 نکل کھڑے ہوئے۔ اس قسم کے سفر کو وہ اپنی اصطلاح میں ٹرنگ  
 یا زمین نوردی کہتے ہیں اس مسافرت میں انہوں نے دریائے انج کو عبور کیا جو  
 اب تک برطانیہ کی سرحد بھی جاتی تھی اور یہی گویا اودن کے مصائب کی ابتدا تھی۔  
 ان سیاحون کے سفر کی داستان اور ان کا ایک نامعلوم اور وحشت  
 ناک ملک میں سے جہاں ایک خوشنوار اور جنگلی گروہ ویسی اقوام کا آباد ہوتا تھا  
 گذرنا اور لڑ بھڑ کر اپنی جگہ کر لینا ایک نہایت دلچسپ اور پر جوش افسانہ ہے

۱۷۔ سیاحون مین سے جو لوگ کہ اپنے جرگہ سے علیحدہ ہو جاتے تھے اون پر دھندہ دشمن آن پڑے اور انھیں قتل کر ڈالتے تھے۔ مگر بسا اوقات اس کا عوض بھی اچھی طرح لیا جاتا تھا۔ پس جو لڑنے بھڑنے والی دیسی قومیں تھیں وہ بتدریج جانب شمال اور مشرق ہٹتی چلی گئیں اور ان مسافروں کا قبضہ ایک وسیع ملک پر ہو گیا جو اب آریجن فری اسٹیٹ کہلاتا ہے۔

اس کے بعد دوسرے دور بھی جو کپ کے رہنے والے تھے اونہیں آکر شریک ہونے لگے۔ ان سب لوگوں کو حکومت انگلستان کے ساتھ ایک ہی قسم کی نفرت تھی اور سب کے ایک ہی قسم کے جہالت اور تعصب کے خیالات تھے مگر اسکے ساتھ ہی سب کے سب جو انحراف اور آزادی کے عاشق بھی تھے۔

اگرچہ یہ جنگجو دیسی قومیں کچھ فاصلے پر ہیٹ گئیں تھیں لیکن ان مین سے ایک گروہ نے وہیں بود و باش اختیار کر لی تھی اور ان خیالات کی وجہ سے جو کالے اور گورے آدمیوں کی نسبت بورون کے دلون مین تھے بہت زمانہ نہیں گزرا کہ مفسدے برپا ہونے لگے یہ صحیح ہے کہ ہر ایک ایسے ملک کی تلاش مین نکلے تھے جہاں وہ آزاد رہیں مگر جس ملک مین وہ جا کے آہلو تھے وہ اومکا نہ تھا۔ بلکہ اون لوگوں کا تھا جو وہاں کے اصلی باشندے تھے۔ یہ لوگ بورون کی مطلق العنانی اور جبر پر مشقت لینے کو اتنا ہی بڑا خیال

کرتے تھے۔ جبنا تو حکومت انگریزی کی بے رعایت اور مساوی انصاف کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ گوبورون نے انگریزی حدود کو چھوڑ دیا تھا۔ لیکن ان کی صورت ظاہری انگریزی رعایا کی تھی اور حقوق بھی ان کی وہی تھے جو انگریزی رعایا کے ہیں۔ اگرچہ وہ خود حکومت انگریزی سے منحرف ہو گئے تھے لیکن دیسی توہین یہی سمجھتی تھیں کہ یہ لوگ انگریزی ملک سے آئے ہیں اور انکو چونکایت ہوتی تھی اوسکی داد وہ حکومت انگریزی ہی سے چاہتے تھے اگر ان شکایتوں کی سماعت نہ ہوتی یا اگر ہور قدیم باشندوں کو نکال کر کسی جدید حصہ ملک پر قبضہ کر لیتے تو وہ ان کے باشندے سرکار انگریزی ہی کو ذمہ وار قرار دیتے اور انکی آتش غضب بہ مقابلہ اوسی سرکار کے مشتعل ہوتی تھی۔

۱۸۔ یہ امر بخوبی سمجھ میں آ سکتا ہے کہ اُس زمانہ میں کیپ کالونی کی حکومت اپنی ایسی رعایا سے جو اس حکومت سے ناراض تھی پیچھا چھوڑانا چاہتی تھی۔ لیکن ملک اس قدر وسیع تھا کہ اگر وہ ان کے چند ناراض بور کسی دور کے خطے میں جا بستے تو ان سے حکومت کو کم و بیش ایک قسم کا امن مل جاتا تھا مگر جب نویت یہاں تک پہنچی کہ سرحد انگریزی پر دیسی اقوام میں جھگڑے ہونے لگے اور جن دیسی قوموں کو بوروبون نے نکال دیا تھا وہ کیپ کالونی کے حدود سے عبور کر نیا قصد کرنے لگیں۔ اور کالونی کے باشندوں کی حفاظت

لازمی ہو گئی تو سرکار انگریزی کو دخل دینے کی ضرورت پڑی۔ سرکار  
 انگلشیہ کی ہمیشہ بھید پالیسی ہوا کرتی تھی کہ اپنے ممالک محروسہ کی رعایا کیلئے  
 اسباب بہبودی کو ترقی دیتی رہے مگر جب تک ملک مین امن نہ ہو بہودی  
 ممکن نہیں۔ پس جہاں کہیں اوس کے احاطہ حکومت میں فتنہ و فساد ہوتا  
 ہوتا ہے وہاں اوسکے فرو کرنے میں وہ ہمیشہ سخت گیری سے کام لیتی ہو  
 چونکہ سرکار انگریزی ہی اس وقت جملہ گوری اقوام کی قائم مقام تھی اس لئے  
 ویسی سیاحہ اقوام نے بھی اوسی سرکار سے انصاف چاہا۔ اگر صرف دوسروں  
 کے حق کی دادرسی کرنی پڑتی تو شاید حکومت کی مداخلت نہ کرتی مگر اوس کے  
 اغراض بھی اس میں شامل تھے لہذا کالون کو سرکشی سے روکنے  
 اور پانی کالنی کو خرابیوں سے بچانے کے لئے یہ تجویز قرار پائی کہ بورون  
 کی آبادی میں ایک جدید ریڈنٹ بھجوا جائے تاکہ وہ حسب الحکم سرکار  
 انگریزی جملہ معاملات میں بورا اور ویسی اقوام کے جھگڑوں کا تصفیہ بحیثیت سپرنٹنڈنٹ  
 کر دیا کرے۔ مگر یہی وہ تجویز تھی جس سے کہ نوا آباد بور پناہ مانگتے تھے اور  
 اسی قسم کی مداخلت سے بچنے کے لئے اوتھون نے سخت فائدہ کشی منظور  
 کی تھی اور نقصان گوارا کر کے گھر چھوڑ کر دیس آباد کیا تھا۔ جہاں بورون کی  
 آزادی اور خود مختاری کے خیالات کے ساتھ ہمدردی کی جائے وہاں اس  
 بات کے سمجھنے کی بھی ضرورت ہے کہ ملک مین امن قائم رکھنے کے لئے ایک

ایک اخلاقی ذمہ داری برٹش گورنمنٹ کے سر تھی۔ بورون کو تو نہ صرف حکومت انگلشیہ ہی سے نفرت تھی بلکہ ہر قسم کی حکومت سے وہ آزاد رہنا پسند کرتے ہیں یعنی اپنی خواہش کو فرض کیا چاہتے ہیں اور شایستگی کے جو شرائط ہیں لوگی پابندی پر اون کو اعتراض ہے۔

۱۹۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ایک انگریز ریڈیٹنٹ بمقام بلوم فائنٹن جو اس نئے صوبہ کا دارالحکومت ہے مامور کر دیا گیا اور اس کی خدمت یہ قرار پائی کہ تمام جنگڑوں کا بطور بیچ فیصلہ کیا کرے ساتھ ہی اُس کے تمام ملک مین ملکہ معظمہ کی حکومت کا اعلان کر دیا گیا۔ یہ اعلان سہ ماہی اسمتھ نے ۱۹۴۷ء میں کیا اور اس کی ضرورت اس لئے سمجھی گئی تھی کہ ملک مین امن قائم نہ تھا۔ مگر برٹش گورنمنٹ کی یہ کارروائی بہتوں کے ناپسند ہوئی اور انگلستان کے زیر حمایت رہنے کے عوض مین پھر اکثر ان کے فیصلہ کیا کہ کوئی اور دوسرا مقام ڈھونڈ لیا جائے اُن کے سوا کوئی دوسرا انہو اور جو جی مین آئے کرین چنانچہ انہوں نے حکومت انگریزی کے خلاف مین بغاوت کی اور اس کا خاتمہ یویم پلاس کی لڑائی پر ہوا۔ اس کے بعد پریٹوریس نے ایک کثیر التعداد بورون کی جماعت کے ساتھ دیا ووال کو عبور کیا جو ایک آرینج فری اسٹیٹ کی شمالی حد مانی جاتی ہے اور اس وسیع ملک پر قبضہ کرنے کے لئے بڑا جو طر نسوال کہلاتا ہے اور جس میں بورا تک مقیم ہیں۔ چونکہ ابتداً ان لوگوں میں باہم سجد

حمد چھلا ہوا تھا اس لئے ایک ریاست نہیں قرار پائی بلکہ پانچ چھوٹی چھوٹی  
 جمہوری ریاستیں ہو گئیں اور وہاں کے گورنروں اور سرکار انگریزی  
 کے کمشنروں کے مابین ۱۸۵۲ء میں عہد و پیمان ہوا کہ سرکار ان کے  
 اندرونی معاملات میں مداخلت نہ کریگی۔ مگر زیادہ دیر نہ گزرنے پر پایا تھا کہ چھ  
 پانچوں ریاستیں مل گئیں اور ایک ریاست ہو کر اوسکا نام سلطنت جمہوری  
 جنوبی افریقہ قرار پایا۔ ۱۸۵۳ء میں سرکار انگریزی نے آئین اسٹیٹ  
 کے اختراجات اور حکومت کی ذمہ داریوں کو فائدہ کے مقابل میں زیادہ تصور  
 کر کے اوسکو بیرون کے حوالہ کر دیا اور بالکل وہاں سے کنارہ کشی اختیار کی  
 اوس وقت اس کا نام آئین فری اسٹیٹ رکھا گیا اور اسی نام سے وہ اب تک  
 مشہور ہے۔ اہر گو وہ ریاست خود مختار تھی مگر کیپ کالونی میں جو حکومت تھی  
 اوس سے رابطہ دوستانہ رکھتی تھی۔ کیونکہ کئی موقعوں پر جب کہ پورا افریقی  
 قوموں میں فساد ہوئے تو ان کے تصفیہ کے لئے اسی حکومت  
 سے پتہ مقرر کئے گئے۔



## باب دوم

ریاست جمہوری کی زیادہ نشوونما اور حالاتِ جنوبی افریقہ

آخر کار ہر ایک ایسے ملک میں پہنچ گئے جہاں اون کو اُمید تھی کہ کوئی اون سے مزاحم نہ ہوگا۔ یہ ملک ایک سطح بلند پر واقع ہے جس کی آب و ہوا نہایت ہی خوشگوار ہے۔ اوس کی زمین متعدد دریائوں سے سیراب اور شاداب ہے اور اطراف میں جو وسیع سبزہ زار ہے اوس میں بکثرت چارہ موجود ہے۔ پورے شہروں اور قریوں میں رہنا پسند نہیں کرتے بلکہ ہمیشہ ادن کی یہ خواہش رہتی ہے کہ اپنی اور اپنے عیال کے لئے جتنی لمبی چوڑی زمین مل سکے وہ لے لیں۔ صرف اُس کے ایک جزو قلیل میں وہ زراعت کرتے ہیں اور باقی میں بھیٹر بکریوں کو چراتے اور ٹھکانے کھیلنے ہیں۔ ہواؤں کا ایک مرغوب شغل ہے۔ اون کو ہمسایوں کے ساتھ رسم و اتحاد رکھنے کی مطلق خواہش نہیں صرف اپنے اہل و عیال سے سروکار رکھتے ہیں اور سب سے بڑی بات اُن میں یہ ہے کہ جائے فراخ و وسیع کے خواہشمند ہیں۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ ٹرانسوال میں زیادہ تر مکانات ایک دوسرے

سے بیس بیس اور اکثر پچاس میل کے فاصلہ پر واقع ہوئے ہیں۔ پوربھنجا  
 بیچہ خیال ہے کہ جب تک اون کے پاس اقل درجہ چھ ہزار ایکڑ آراضی  
 ہنو اوس وقت تک وہ اون کے بود باش اور کاشت کو کافی ہونگی۔

ٹرنوال کا رقبہ گریٹ برٹن سے کچھ زائد یعنی تھینا سات کروڑ پچاس  
 لاکھ ایکڑ ہے مگر جس وقت چھ چھ ہزار ایکڑ کی کاشتیں قرار دی جائیں تو  
 سات کروڑ پچاس لاکھ ایکڑ کیا چیز ہے۔ پس بحساب مذکور تمام ملک بین  
 بارہ ہزار پانسو خاندان آباد ہو سکتے ہیں۔ پچاس سال قبل کوئی مقام ٹرنوال  
 کے نام سے مشہور نہ تھا بلکہ بورون مین سے جو لوگ کہ اوس آبادی کے  
 بانی ہوئے انھوں نے اوس کا ایک چھوٹا سا قطعہ وہاں کے لوگوں سے  
 جبراً چھین لیا تھا۔ کچھ باشندوں کو تو قتل کر ڈالا اور جو باقی رہ گئے ان کو  
 ایک دوسری سرزمین مین نکال پھینکا۔ جواب میٹھا بلا لینڈ کے نام سے  
 موسوم ہے۔ اس طریقہ سے جو آراضی حاصل کی گئی اوس کو وہ ایک  
 سونے کی کان سمجھے پھر اور لوگ جنوب سے آگئے اوتھون نے بھی ملک  
 کے لوگوں کو کبھی جبراً کبھی حکمت عملی سے میدخل کیا۔ جس سے ٹرنوال کی  
 آبادی بین روز افزون ترقی ہوتی گئی یہاں تک کہ مقبوضات انگریزوں سے  
 جو مشرق و مغرب اور شمال میں واقع تھے چھڑ چھاڑ کرنے لگے مغرب کی  
 جانب ان کے لئے سمندر کی راہ اس وجہ سے مسدود تھی کہ اس طرف



اہل پرتگال کے مقبوضات واقع تھے۔ اسی طرف زولون کا ملک تھا جس میں ایک جنگجو فرقہ قدیم باشندوں کا آباد تھا۔ ان میں اور بورون میں بہت جلد جنگ چھڑ گئی۔ حکومت کیپ نے بیچہ ہوشیاری کی تھی کہ اس وسیع ملک کے ان چند قطعات یعنی گرگوالینڈ، سوازی لینڈ، اور ٹانگالینڈ کو متفرق دیسی اقوام کی ضرورت خاص کے لئے محفوظ کر دیا تھا اور یہ سب خطے حکومت انگریزی کی حمایت میں تھے۔ اسی قسم کا ایک خطہ موسوم بہ بیکوآمالینڈ مشرق کی طرف تھا اور پور اس پر بھی دست تسلط دراز کرنا چاہتے تھے لیکن سر چارلس وارن اور مسٹر سیسل روڈس نے اس قطعہ کی حد بندی کر دی تاکہ وہ اسی دائرہ میں رہیں اور قدم باہر نہ نکالنے پائین۔ بعد ازاں رومیلیا کی بنیاد قائم ہوئی تو وہ شمال کی طرف بڑھنے سے بھی روک دے گئے۔ حکومت پور کے نقشوں سے اس وقت جنوبی افریقہ میں چھیا سٹھ ہزار بورون کی تعداد معلوم ہوتی ہے۔ پس اگر فی خاندان پانچ اشخاص کا اوسط رکھا جائے تو اس حساب سے (۱۳۲۰۰) خاندانوں سے ہوتے ہیں اور بیچہ بات بچی سمجھ میں آسکتی ہے کہ تھوڑے ہی دنوں کے بعد بورون کو اپنے پرانے متحد خاندانوں کے خیالات کے لحاظ سے تنگنی مقام کی شکایت پیدا ہونے لگی۔ اور چونکہ پور فسطیہ نہایت کثیر الاولاد ہونے میں اسلئے ان کے نوجوانوں کو کوئی اور مصروفیت مل سکا جسے وہ اسودگی اور فراخ

جو صلگی کے ساتھ آباد کر سکتے۔

منجملہ دیسی اقوام کے یورون کو خاص کر زولوون سے ہمیشہ مقابلہ رہا کرتا تھا اور اس قوم کے کئی بارجب کہ شمال سے یورون نے اون پر حملہ کیا سہ کار انگریزی کی حمایت چاہی۔ سہ آر تھر ہیڈ واک اس نزل کے قضیہ کے لئے بطور سر پنچ طلب ہوئے۔ اور اونھوں نے یورون کو ایک بڑا حصہ زولوویٹ اور ایک جزو سوازی لینڈ کا بھی دلوادیا۔ گو سچہ ملک شاداب اور زرخیز تھا لیکن یہاں کی حکومت اسودہ خال نہ تھی بلکہ نادار تھی۔ پور زراعت پیشہ لوگ ہیں۔ مٹامی ٹرانسوال میں نہ تو کوئی کارخانہ تھا نہ کوئی صنعت و حرفت جانتا تھا۔ وہاں کی زمینوں میں ضروریات زندگی کے سوا اور کچھ نہیں پیدا ہوتا تھا اور چونکہ اون لوگوں میں آرام و آسائش طلبی کا مادہ نہیں اور نہ وہاں کسی قسم کا تجارتی شغل تھا اور نہ محصول کی کوئی آمدنی تھی۔ اسلئے وہاں کی زمین مالگزار کی قید سے بالکل بری تھی اور اوس سے کسی قسم کا مالی فائدہ نہ تھا اور نہ اوس بے شمار معدنی دولت یعنی طلا اور کوئلے کے پڑاؤ کرنے کی کوئی کوشش کی جاتی تھی جن کا وجود اب ثابت ہوا ہے۔ وہاں مدارس بھی نہ تھے اور بہت کم ایسے اطفال تھے جو لکھنا پڑھنا سیکھتے تھے۔ حکام کو بہت قلیل ماہوار ملتی تھی اور وہ بھی برابر اور وقت پڑھتی تھی اسلئے ایک عرضداشت کئی ہزار آدمیوں

نے دستخط کر کے سرکار انگریزی میں بھیجی اوس میں یہ استدعا تھی کہ عرضی گذارون کا ملک حکومت انگریزی کے تحت میں کر لیا جائے۔

مسٹر فٹنر پیرک نے حال میں ٹرانسوال کے متعلق ایک کتاب لکھی ہے جس نے انگلستان میں بڑی شہرت حاصل کی ہے۔ ہم اس کتاب سے ایک مضمون یہاں درج کرتے ہیں اور یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ مصنف

مذکور نے جس کتاب سے یہ مضمون لیا ہے اوس کا مصنف بورون کا بڑا دوست اور جرنیل وار تھا پس اوس نے جو کچھ لکھا ہے وہ بلاشبہ صحیح ہوگا۔ ”افریقہ جنوبی کی ریاست جمہوری کو خود مختار ہونے کا بارہ سال کا زمانہ

ہو چکا تھا۔ اوس وقت ریاست مذکور کی ناداری اس حد کو پہنچ گئی تھی۔ کہ سوائے ایک صورت کے اور کوئی چارہ کار نہ تھا جو اس ٹوہتی ہوئی ناؤ کو سنبھالتا اور وہ الحاق کی صورت تھی۔ اس امر کے ثابت کرنے میں بورون کے وہ لوگ بھی کمر اقدام کرینگے جن کو اون کی تائید میں اہمک پہنچ رہے کہ جو وقت کے لئے عین سر تھیا فیلس شپسٹن نے اس ریاست

کا الحاق کیا ہے تو اس وقت اوس کی خود اختیاری حیثیت کو چند ماہ سے بھی زیادہ بہت کی امید نہ تھی۔ ذیل میں جو صورت حال درج ہے اوس کو ہم نے الفریڈ بورڈ فیلن ان متونی کی تصنیف سے اخذ کیا ہے کیونکہ وہ خود بورون سے زیادہ انگریزوں کا مخالف تھا اور اس وقت وہاں

موجود تھا اور وہ کتاب اوس نے اس عرض سے لکھی تھی کہ میں نے اس  
 میں تفسیح الحاق کی نسبت جو تحریک کی گئی تھی اوس سے لوگوں کو عام  
 ہمدردی پیدا ہو جائے۔ ایلورڈ کی شہادت کی پوری قدر اوصاف تک  
 نہیں ہو سکتی جب تک کہ کچھ اوس کی شرح نہ کی جائے۔ سر بارٹل فریئر  
 (جو اٹھ حکام اسکاٹ لینڈ یا جو نام بردہ سے بخوبی آگاہ تھے) اوس کی  
 نسبت تحریر فرماتے ہیں کہ ”یہ شخص اوس گروہ میں سے تھا جس نے  
 مینچسٹر میں ایک پولس کے سپاہی کا خون بہایا تھا اور اہل ایر لینڈ کے  
 بدترین اور تیز ترین ڈانیا میٹ لگانے والوں میں سے تھا۔ اغوا کرنا  
 اس کا پیشہ تھا اور ٹرانسوال میں جو اوس نے بغاوت کو ترقی دی تھی اوس  
 سے بڑا ناز تھا۔ میجر لی کیمرن نے پارلیمینٹ کے روبرو جو اظہارِ حلقہ  
 دیا ہے اوس میں صاحبِ موصوف نے بیان کیا ہے کہ بغاوت ٹرانسوال  
 کی آگ بھڑکانے کے لئے ایر لینڈ کی باغی جماعتوں نے ایلورڈ  
 کے ذریعہ سے روپیے بھیجے تھے۔“

ایلورڈ کا بیان حسب ذیل ہے

سوائے ضلع یوٹچ کے جہاں سٹی وائیو کے مقابلہ میں ایک قدیم  
 ناراضی کے سبب کسی قدر خوف و بے چینی پھیلی تھی زینبی سٹی وائیو کے  
 حملہ کا خوف تھا (کل جنوبی افریقہ اوس وقت سکون کی حالت میں تھا مگر

ٹرانسوال جہاں اس اندیشہ سے کہ کوئی انقلاب ہونے والا  
 ہے عالم اضطراب میں تھا۔ انقلاب کی نسبت یہ خیال تھا کہ بھیجہ شکونہ  
 باہر سے کھینچا گیا۔ اور اس کا سبب وہ لوگ سمجھ جاتے تھے جو دل کے  
 کمزور تھے۔ خاص کر غیر ملک کے لوگ جو شہر وں میں رہتے تھے۔ کسی قسم کے  
 دشمنکار نہ تھے۔ خدمتوں کے مثلاًشی تھے اور وہ لوگ تھے جو بھاگ کر  
 پناہ گزین ہوئے تھے اور فائدہ کے زعم میں انہوں نے آکر زمینیں  
 لی تھیں۔ اور اپنی نشوونما چاہتے تھے۔ اور عموماً ٹرانسوال کے وہ اشرار  
 تھے جو باعلان وعظ کرتے پھرتے تھے کہ قانون کی مخالفت کرنی  
 چاہیئے مگر نہ دینا چاہیئے اور ملک کے جو اصلی مالکان اراضی ہیں۔  
 اون سے نفرت کرنا چاہیئے اور بالفاظ صریح یہ اُمید دلاتے تھے کہ  
 دوسری سلطنت کی دست اندازی سے ملک میں انگلستان کی دولت  
 پھٹ پڑے گی اور اون کو فائدہ عظیم حاصل ہوگا۔ بزدل فرقہ کے شور و شغب  
 نے بورون کو جن کا رقبہ آباوی فرانس سے زیادہ تھا ساکت و صامت  
 کر دیا تھا۔ بعض اصناف میں بور مفلوک الحال تھے اور جو ٹیکس کہ بہ سبب  
 جنگ یا تعمیر رہوے گورنمنٹ اون پر باندھتی تھی اوس کو وہ پاسانی  
 ادا کر سکتے تھے۔ اون کی مجلس وزراء جس کو اون کی زبان میں واکسراو  
 کہتے ہیں اوس زبان میں جمع تھی مگر جس تہا راجی کا سامنا تھا اوس کی

افسر دگی نے اونکو پاگل کر رکھا تھا۔ ملک کے ذمہ دو لاکھ پندرہ ہزار پونڈ کا قرضہ تھا جو کسی طرح سے ادا نہیں ہو سکتا تھا۔ قرض خواہ شور شین مچاتے تھے اور حکام صیغہٴ عاملانہ کی یہ حالت تھی کہ جدھر منج کرتے تھے اُن پلاستون کی بوجھار پڑتی تھی اور غلامی اور ستم شکاری کے سہمی الزامات اون پر لگائے جاتے تھے مگر مثلِ امتزاع ریاست جو قریب الوقوع تھا ان الزامات کا کہین وجود نہیں پایا جاتا تھا۔ کیونکہ یہ اور وقت کے خلاف تھا۔

گورنمنٹ کی تائید یا ریاستِ جمہوری کی تحفظ کے لئے کوئی اذعانہ رائے زنی کا طریقہ نہ تھا۔ پور ایک دوسرے سے فاصلہ پر رہا کرتے تھے اور جو لوگ کہ امتزاعِ ریاست اور بد نظمی کے خواہشمند تھے وہ اُن شہروں اور قریوں میں رہتے تھے جہاں معدن ہیں۔ ایسی پر آشوب حالت اور ایسی سرِ اسیمہ ریاست کی دار السلطنت میں شپسٹن اور اوکے عمال داخل ہوئے۔ وہ وہاں ملک گیری کے لئے نہیں آئے تھے بلکہ ایک مشیر و معاون اور دوست کی حیثیت سے۔ انکی آمد آمد سے پریزیڈنٹ اور اون کی مجلس وزراء کو اور زیادہ کمزوری ہو گئی اور اس پر بالکل اونس پر گئی۔ سر تھیو فیلس شپسٹن کا داخلہ قریب قریب کل لوگوں کے خیال میں گویا انقلاب کا پیش خیمہ تھا۔ بالین ہمہ کہ اس

فضل سے اشخاص انقلاب پسند کے خیالوں پر تنبیہ کا اثر پڑا تھا مگر پھر بھی آثار عذر نمایان تھے۔ ہر شخص اُسی بد و بھیم کی حالت میں تھا۔ نہ کوئی ملک کو بچانے کی کوشش کرتا تھا اور نہ کسی کو خطرہ کے رفع کرنیکا خیال تھا۔ ساتھ ہی اوس کے درحقیقت پوچھتے تو بلوہ نہ تھا۔ درعدالت کھلا تھا۔ مجرم گرفتار ہوتے تھے۔ اونسکے مقدمات کی سماعت ہوتی تھی دیوانی جج گڑوں کا انفصال ہوتا تھا اور سوائے معدنیات طلا کے کسی مقام پر بنظمی کا نام تک نہ تھا۔ کہی کسی سختی یا خونریزی کی نوبت نہ آتی تھی اور قانون کا عمل جاری تھا۔ اس سکون کے زمانہ میں جس کو مورخین طرفدار نے تاریک اور عذر کا زمانہ بیان کیا ہے۔ ایک واقعہ بھی ایسا نہ گذرے کہ راجہ پرنسپل کا اطلاق ہو سکے۔ اور نہ کوئی ایسا جرم کیا گیا جسکی نرا مذہبی گئی ہو۔

سکو کوئی مین امن وامان ہو گیا اور ملک پر جو خموشی اور افسردگی طاری تھی وہ اور زیادہ بڑھ گئی۔

اب یہ امر قابل لحاظ ہے کہ اون الزامات کی تفتیش کے لئے جو گورنمنٹ پر لگائے جاتے تھے اگر کوئی کمیشن شاہی یا مش ترک پر مقرر یا مین مقرر کی جاتی تو شاید تاریخ کے صفحے انصافاً اس بات کی خبر دیتے کہ بڑا سوال بتلائے عقوبت ہوا تھا۔ مگر کوئی کمیشن مقرر نہیں کی گئی۔ اتنا بڑا

کہ اوس کے عوض مین ایک دعوت ہوئی اور جلسہ قص ہوا اب تزدو  
 انتشار دوچند ہو گیا۔ شکستہ دل فرقہ کے کارکنوں اور پیش دستوں  
 کی بن آئی تھی تمام ملک مین کہی یہ خبر مشہور کرتے پھرتے تھے کہ انتزع  
 ریاست عنقریب ہونے والا ہے کبھی یہ افواہیں اڑاتے تھے کہ عنقریب  
 ملک فتح کر لیا جائیگا۔ پور جو ملک کے باشندے تھے یوما فیومادریافت  
 کرتے پھرتے تھے کہ انگریزی کشن کے آنے سے کیا مقصود ہے؟ صدقہ  
 لوگ صاحب موصوف کی ملاقات کو جاتے تھے۔ مگر وہ عجیب و غریب  
 قائدے جو راز کی زیادہ پردہ داری اور اضطراب کے دو بالا کرنے سے  
 حاصل تھے اون کو صاحب موصوف خوب سمجھے ہوئے تھے۔ اُن کا  
 قاعدہ تھا کہ ہر شخص کی سُن لیتے تھے اور خاموش ہو رہتے تھے۔ نہ اُن  
 لوگوں کے حوصلوں کو پست کرتے تھے جو انتزع سلطنت کے شائق  
 تھے اور نہ اُن فاسد خیالوں کو دور کرتے تھے جو کسانوں کے دلون مین  
 جاگزین تھے۔ اب یہ خبر پھوکی کہ فوج آ رہی اور سرحد پر جمع ہو رہی ہے  
 افواہیں اڑیں کہ سوا انتزع کے اور کوئی چارہ نہیں۔ سر ہنیو فلس  
 نے نہ گورنمنٹ کے انتشار کے گھٹانے اور نہ اوس خطہ کے فرو کرنے  
 کی فکر مین کہیں جو لوگوں کے دلون مین اب پیدا ہونے لگا تھا۔ وہ صرف خاموش  
 بیٹھے سب کی سن رہے تھے۔ اور واکس را د جس کا پیمانہ عمر لبریز ہو چکا تھا



اوس کی بیٹیایون اور جان بازیون کے تماشائی تھے اور وقت کے  
 منظر تھے کہ اوسکا کام کر دیں۔ آخر کار ایک شخص نے اس امر کے دریافت  
 کرنے کا ہتھیہ کر لیا کہ آیا یہ صورت امتزاع جو پیش نظر ہے اور تاریکی کی طرح  
 ملک پر چھائی ہوئی ہے اوس کا دفعیہ بھی ممکن ہے یا نہیں۔ چنانچہ وہ  
 شخص سر نہا فیلس کے پاس گیا اور اون سے یہ سوال کیا۔ اسوقت  
 ہائٹ غیبی بول اٹھا۔ سر تھا فیلس کے چہرہ پر جواز حد جس تھا کسی رگ کو  
 بھی جنبش نہ ہوئی اور ہون نے سوال کرنے والے کی طرف آنکھ  
 اٹھا کر نہ کیا بلکہ آہستہ دہی آواز سے یون بڑا کر کھا کہ ”بہت دیر ہو گئی  
 ہے بہت دیر ہو گئی ہے اور یون بغیر اجازت گورنمنٹ انگلستان۔ اور بلا رضا مندی کمشنر  
 ملک معظّمہ۔ اور بلا اتفاق رائے واکسم اور خلاف مرضی ۳۹ حصّہ  
 باشندگان ملک۔ اور غذائیات حکام عالمانہ (جیسا کہ مسٹر انٹینی ٹرالاپ  
 بیان کرتے ہیں) سر نہا فیلس نے کہدیا کہ اسوقت سے اور آئندہ بھی  
 ٹرانسوال ملک برطانیہ سمجھا جائیگا۔ اور اوسخون نے اُشان ملک معظّمہ پر  
 نصب کر دیا۔

اب یہ امر قابل لحاظ ہے کہ اس نسل میں جس قوت سے کام لیا  
 گیا اور فہم و فراست سے موقع کا انتخاب کیا گیا اور جس ملائمت اور سائنس  
 ہی اوسکے استواری سے برتاؤ کیا گیا اوس سے بڑھ کر کسی چیز کا خیال

میں آنا غیر ممکن ہے نہ کسی قسم کا وار کیا گیا نہ بندوق چلی بلکہ باشندگان  
شہر سے تقریباً ہر شخص جو انتزاع ریاست کے موافق تھا یا مخالفت ادس کے  
دل میں سب سے پھلے بھلے خیال پیدا ہوا کہ سہر تھا فلیس شہر ٹین کو اونکی  
لیاقت اون کی تدبیر جنگ۔ اور اون کی اقبال مندی پر مبارکباد دینا چاہیے  
کیونکہ اونہوں نے بے انتہا انتشار پر لگندگی دماغ اور حالت امید و بیم  
کا خاتمہ کر دیا۔ جس نے تمام لوگوں کو ازکار رفتہ کر دیا تھا۔ یہ انتزاع ریاست  
خواہ جائز ہو یا ناجائز مگر اس کی تکمیل متانت استقلال اور پامردی  
کی ایک نئے نظر فتحیابی تھی۔

اس وقت تک کسی پر یہ امر ظاہر نہیں ہوا اور نہ کسی کے دل میں  
یہ خیال گذرا کہ پریٹوریا میں خود سہر تھا فلیس کی موجودگی نے برہمی  
اور پریشان خاطر پی پیدا کر دی تھی اور اہل ملک کے دلوں میں جو انتشار  
تھا وہ انہیں کی کارروائیوں کا نتیجہ تھا۔ یہ کفر انہیں کے ہاتھ سے  
ٹوٹا اور بے اطمینانی کے جگہ اطمینان قائم ہوا۔ اور جس خوبی سے اونہوں  
نے اپنے خطرناک کام کو انجام دیا مسپر انکو مبارکباد دیکھنی اور سچی  
مبارکباد دیکھنی۔

مضمون بالا سے معلوم ہو گا کہ تحفظ ملک کا کوئی اور علاج نہ تھا  
بجز اس کے کہ ادس کا الحاق کر لیا جائے باوجود اس امر کے یورون کی

ایک تعداد کو کثیر اوس کے مخالف تھی اور اُس نے نہایت شدید دست مخالفیت کی۔

اب ہم اوس کتاب سے ایک دوسری عبارت انتخاب کر کے ناظرین پرطاہر کیا چاہتے ہیں کہ بعد کو یہ معاملہ کیونکر طے پایا۔

پریزیڈنٹ بر جس سے جو خط و کتابت ہوئی تھی یا بغرض اطمینان مخالفین پریزیڈنٹ مذکور نے انتزاع ریاست کی نسبت عذرات پیش کرنے کا جو انتظام کیا تھا وہ سب سر تھیا فلس شہبسٹن کے مراسلون میں درج ہے حالانکہ بجائے خود وہ اس کارروائی سے راضی تھے بلکہ اوسھوں نے اوس کی تکمیل میں اور مدد دی اور اوس کے جزئیات کو شہبسٹن سے بحث کر کے طے کر لیا اور شہبسٹن نے بھی اون کے عذرات میں اصلاح کی۔

۳۱ اپریل ۱۸۶۱ء کو شہبسٹن نے فری کو لکھا "جہاں تک تقریر سے پایا جاتا ہے مسٹر بر جس بالکل ہمارے متفق رائے تھے مگر یکایک وہ مخالف ہو گئے اور ایسی غیر امکا فی تجویزین پیش کیں جن کی تکمیل میں غایت درجہ کی تاخیر اور خطرناک شورش متصور تھی۔ میری ذات کو جہاں تعلق ہے میں اب اپنے لئے کو مشا نہیں سکتا۔ اس کا جو کچھ نتیجہ ہو اگر میں ملک کو چھوڑ دوں تو فوراً خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔ کیونکہ ملکی

لوگوں کو اپنے اغراض ذاتی حاصل کرنیکا اس سے بہتر کوئی موقع ہاتھ نہ آئے گا۔ معدنیات طلا کے باشندے گورنمنٹ ٹرانسوال سے بالکل بگڑے ہوئے ہیں اور صرف میری تہذیب اور تالیف سے وہ کھلم کھلا دست درازی نہیں کرتے، اس واقعہ کے آٹھ دن کے بعد انھوں نے ایک تحریر مسٹر رابرٹ ہریٹ کے نام بھیجی اور اس کے ہمراہ ایک چٹھی فریہ کے نام بھی اس عرض سے روانہ کی کہ وہ اسکو خود پڑھ کر فریہ کے پاس بھیج دیں اسکا مضمون یہ تھا۔ "انتزاع ریاست کی جویشینے کارروائی کی ہے اس کی مخالفت میں گورنمنٹ کی جانب سے ایک مضمون شائع ہونوالا ہے اور ساتھ ہی اس کے رعایا سے بھی استدعا کی جائیگی کہ تاناظر نتیجہ خوش رہیں۔ اس فعل سے آپ منتشر نہ ہوں کیونکہ یہ صرف نمائشی کارروائی ہے اور ممبران گورنمنٹ کو اس فرقہ کی تعدیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے جس نے ظاہر اسال ہاسال سے (جب کہی وہ گورنمنٹ سے ناخوش ہوا) پر پوریا پر قرق بٹھا رکھا ہے۔"

جب میں آپ سے خفیہ طور پر یہ کھدوں کہ پریزیڈنٹ تو ابتدا ہی سے اس انقلاب کی ضرورت کو تسلیم کئے ہوئے ہیں اور بہت سے ممبران گورنمنٹ نے بھی اس بارہ میں اپنی خواہش ظاہر کی ہے تو آپ اس معاملہ کو اچھی طرح سمجھ سکیں گے۔ مگر چونکہ کسی کو اس بات کی جبارت نہ تھی

کہ اپنی رائے باعلاقان ظاہر کرتا پس بصورت ظاہری میرا خیال اوس کے خلاف ہے، اور اس کی نہایت ضرورت تھی کیونکہ ملک جس حالت اور فطرہ میں ہے اوس سے میں آگاہ ہوں اور تین حصہ رعایا اس انقلاب سے خوش ہوگی۔

”کل صبح کو مسٹر جس اس غرض سے میرے پاس آئے کہ اس تجویز کی تعمیل کا کیا انتظام ہونا چاہیئے میں نے ان کو اپنے اشتہار کا مسودہ پڑھ کر سنایا اوس میں اوہنوں نے صرف دو الفاظ کے بدل دینے کو کہا میں نے اسکو قبول کر لیا وہ اپنے ساتھ متعدد شہر تین لکھ لائے تھے اور یہ چاہتے تھے کہ وہ داخل اشتہار کر دی جائیں میں نے اون کو قبول کر لیا اور اشتہار میں درج کر دیا۔ صاحب موصوف نے مجھے کہا کہ غوغا کرنے والوں کو خوش رکھنے کے لئے ضرور ہے کہ مخالفت کی جائے اور اس آئندہ دم بالخط کے وجہ یہ ہین کہ ریاست کے ملازمین میں سے صرف چھ برتندار پریٹوریا میں ہین اور اطراف و اکناف میں جو بہر آباد ہین اون میں سے زیادہ تر از قسم جھلا واراؤ ہین۔ مسٹر جس نے بھی اپنا مضمون مخالفت مجھے پڑھ کر سنایا اور بھیہ چھپا کہ اوس میں کوئی کلمہ قابل اعتراض یا درشت تو نہیں ہے میں نے جواب دیا کہ اس تحریر میں تو لوگوں سے یہہ اقرار کیا گیا ہے کہ تبدیع مقابلہ کریں گے۔

اوس کے جواب میں صاحب موصوف نے کہا کہ ”اس وقت جو مشکل درپیش ہے اوس کا یہ دفعہ ہے کیونکہ ابھی فوج امدادی دو ہفتہ کی راہ پر ہے اور جس وقت تک مخالفت تحریری کا جواب آئیگا اس وقت تک کسی کو مقابلہ کا حوصلہ نہ رہیگا۔ پس میں نے اون کو مخالفت مذکور سے باز نہیں رکھا۔“

جب آپ کو اشتہار پہنچیکا تو آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ میں نے اپنا پورا وار کیا ہے۔ بجز امتزاع کے تحفظ ریاست کی اور کوئی شکل نظر نہیں آتی۔ اور سوا اس کارروائی کے اور کوئی ترکیب افریقہ جنوبی کو نتائج بد سے نہیں بچا سکتی۔ جتنے اہل دماغ اور صاحب ذکاہین وہ سب اس بات کو جانتے ہیں۔ اور جن چھوٹے چھوٹے گرد و ہون کے ہاتھ سے وہ ہمیشہ نالان اور پریشان رہتے ہیں اون کے مظالم سے رہائی پا کر وہ دعائیں دیں گے۔ کیونکہ یہاں کی گورنمنٹ اور اُس کی ہر بات ایک دھوکے کی ٹٹی ہے۔“

یہ بند و بست جو پریذیڈنٹ برجرس کے ساتھ کیا گیا فریقین کے لئے نامناسب تھا مزید برآں قبل اسکے کہ شبہ شبن اپنا اشتہار جاری کرے اوس کے پاس اگر کمیٹی کونسل (مجلس علما نہ) اور وائسرائے کے عذرات پہنچ چکے تھے۔ اوس کے پاس بکثرت شہادتیں اس امر کی

موجود تھیں کہ گو غلبہ رائے اوس کی جانب سے مگر جتھہ بورون میں نا اقل  
 ہے وہ اس امر کی مقتضی ہے کہ چند سے دیر کی جائے۔ وہ یہ بھی جانتا  
 تھا کہ باوجودیکہ خفیہ طور پر اوس کو یقین دلایا جاتا تھا اور منتیں کر کے اوس کو  
 ہمت دلائی جاتی تھی مگر گورنمنٹ اور کونسل راد کے اراکین سلطنت کی  
 آزادی سے دست بردار ہونے کی ذمہ داری نہ کریں گے۔ اوس کے  
 پاس خود پور کیٹرنس اتنی غرض داشتیں اور ڈپوٹیشنیں آچکی تھیں کہ وہ  
 بلحاظ تعداد اور وقت اس بات کا یقین دلانے کو کافی تھیں کہ رعایائے  
 ملک میں سے ایک تعداد کثیر انتزاع ریاست کا خواہشمند ہے۔ یہ  
 کارروائی جو ان کو بیوقوف بنا کر کی گئی اوس کو روانہ رکھنا چاہیے تھا۔  
 ”بورون کے سرگروہوں کی یہ کیفیت تھی کہ دو عملہ میں ان کا آشیانہ  
 تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ اپنی آزادی کو حد درجہ  
 قدردان اور عاشق تھے اور اگر اوس کو وہ قایم رکھ سکتے اور اوس سے  
 فائدہ اٹھا سکتے تو اوس وقت وہ اوس کے لئے لازم تھے۔ مگر وہ اوس پر  
 قادر نہ تھے۔ اس کشمکش میں ادھون نے صلح یعنی امداد قبول کر لی اور  
 گورنمنٹ جدید سے روپیہ لینا منظور کر لیا۔ اور اس خیال سے کہ کاغذی  
 معاملات درست رہتے ہیں اور جو لوگ کہ صلح پر آمادہ نہ تھے ان کا بھی  
 ساتھ نہ چھوٹے۔ ادھون نے مخالفت سے بھی ہاتھ نہ کھینچا۔ قوم

بور کے دوستوں اور معاونوں نے انتزاع ریاست کو ایسا عام طور پر  
مطعون کیا ہے اور اس کاوش کے ساتھ اس کو جنگِ بور کی بنا قرار دیتے ہیں  
کہ اس وقت کی رائے کا واضح طور پر ظاہر کرنا نہایت مناسب ہوگا۔ اور اگرچہ  
خیال کیا جائے کہ ضرورت سے زیادہ میں نے اس مضمون کا میدان وسیع  
کر دیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس وقت جو انگلستان نگاہِ نفرت  
اور بے اعتباری سے دیکھا جاتا ہے اس کا سبب بھی الزام قرار دیا جاتا  
ہے۔ پس اس کی بے انتہا ضرورت ہے کہ حق کا اظہار ہو جائے۔

مسٹر جے۔ اف۔ سیلیس جو بور اخباری واکسٹم کے وطن دوست  
ایڈیٹر ہیں اوہوں نے جو مضمون مجلسِ انتظامِ ملکی کے اجلاس خاص کی  
کارروائی کے متعلق اس موقع پر لکھا ہے (جب کہ مجلسِ مذکورہ لاٹو کارنارو  
کے مسودہ قانون فیڈریشن پر بحث کرنے اور ملک کو بربادی اور تباہی  
سے بچانے کے لئے جمع ہوئی تھی) وہ حسبِ ذیل ہے ”مجلس کے زمانہ  
نشست میں میں نے بارہا اس کی کارروائی پر رائے زنی کی ہے  
اور جو رائے کہ ظاہر کی ہے وہ موافق مجلس نہیں ہے اور میں بہت افسوس  
کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ جب واضعاً قانون نے اپنی کارروائی ختم کی  
اس وقت بھی اپنی رائے بدلنے کی مجھے کوئی وجہ نہ ملی“ اس کے بعد  
ایڈیٹر مذکور نے مجلس کی کارروائیوں کو نہایت خراب پیرایہ میں بیان



کیا ہے اور اس طور پر عبارت آرائی کی ہے۔

”باستثناء دو رکون کے کسی رکن میں نہ اتنی لیاقت تھی نہ جرات کہ وہ فیڈریشن کے مسئلہ پر بحث کرتا اور اس تمام معاملہ میں سب سے زیادہ حیرت انگیز یہ امر تھا کہ تقریر کرنے والوں میں بہت سے ایسے تھے جن کو ملک کی آشفٹہ حالی کی مطلقاً خبر نہ تھی“ اور پھر بتایا ۲۸ مارچ انہوں نے عبارت ذیل تحریر کی ”تریب تین مہینے کے ہوئے ہمنے یہ مضمون لکھا تھا کہ اگر عذر کی یہی صورت قائم رہی جو اس وقت پیش نظر ہے تو علم برطانیہ کے سایہ میں رہنے کو ہم زیادہ پسند کرتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ایک عہدہ اور محکمہ گورنمنٹ ہر حال میں بد نظمی سے کہیں بہتر ہے۔“

یہ امر قابلِ لحاظ ہے کہ مضمون بالا کا لکھنے والا وہی سٹریلیئر ہے جس کو کرنل نسیان نے دو سال کے بعد بغاوت کے الزام میں قید کر دیا تھا۔ کیونکہ انتزاع ریاست کے وقت جو عدسے کئے گئے تھے انکو گورنمنٹ نے پورا نہیں کیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے منظموں پر حملہ کیا تھا۔

انتزاع ریاست کی تائید میں منجملہ آٹھ ہزار راسے دینے والوں کے تین ہزار آدمیوں نے عرضداشتوں پر حقیقتاً دستخط کئے اور جن اراکین نے اتحاد اور انتزاع کی نسبت بیانات خفیہ کے مقابلہ میں پیشِ خلافت مخالفانہ

خیالات ظاہر کئے تھے اونپر پریزیڈنٹ برجرس نے اجلاسِ کونسل میں  
 علانیہ طور پر ملامت کی۔ علاوہ اسکے منجملہ چار رکون کے جو ان امور پر گفتگو  
 کرنے کے لئے دوسرا راکین کی طرف سے معین ہوئے تھے انہوں  
 نے تین رکون سے مشورہ کرنے میں انکار کیا اس بنا پر کہ راکین مذکور نے  
 اپنا ٹکس نہیں ادا کیا تھا اور ان کا یہ فعل دوسروں کے لئے نظیر ہو گیا تھا  
 اور کی طرح اون قباحتوں سے کم نہ تھا جن کے باعث بربادی ملک  
 و تاراجی آزادی کی نوبت پہنچی۔

تیسری مارچ کو پریزیڈنٹ برجرس نے کونسل کے روبرو ایک اڈریس  
 رخطیبہ اچھا جس کا مطلب یہ تھا۔ ”بعض اسکے کہ میں ایسی ریاست کا پریزیڈنٹ  
 ہوں میں کسی حکومت زبردست کا بر قیاد ہونا زیادہ پسند کرتا ہوں۔“

اے راکین مجلس اور اسے پور تمہارے ہی بدولت ملک ہاتھ سے  
 جاتا رہا اور تمہارے ہی ہاتھوں تمہاری خود مختاری ایک جامِ شرب کے  
 نذر ہو گئی۔ با مشندگانِ ملک کے ساتھ تم ہی نے بدسلوکیاں کیں تم ہی نے  
 اون گولیوں سے مارا۔ تم ہی نے لوٹکے گلے میں طوقِ غلامی ڈالا۔ اور اب  
 تم ہی اپنے اعمال کی سزا پاؤ گے۔ اگر میں یہ امید کروں کہ دفعہ رفتہ معاملات  
 میں اصلاح ہو جائے گی تو گویا اپنے کو دھوکا دینا ہے۔ میں تم سے  
 صاف صاف کہے دیتا ہوں کہ حالت ایسی بہتر ہو رہی ہے کہ اب اس سے

بڑھ کر کیا ہوگی۔ یہ ”الحق مر“ کا مضمون ہے۔ ممکن ہے کہ لوگ مجھ سے منہ منہ ہو جائیں۔ مگر اُس وقت مجھے اس خیال سے تشفی ہو جائے گی کہ میں نے اپنے فرض منصبی کے ادا کرنے میں کوتاہی نہ کی۔“

”یہ کھا جاتا ہے کہ فلان فلان اشخاص ٹکس سے مستثنیٰ کر دے جائیں کیونکہ کافروں نے اون کی کاشتیں چھین لی ہیں اور ان پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس سے اب دنیا پر یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ یہاں کی یہ حالت ہے کہ جس کی تیج اوس کی دیگ۔“

مسٹر میڈی بول اُسٹے اگر یہ صحیح نہیں ہے تو پھر وہ بھی صحیح نہیں ہے جو ہمارے معزز رکن مسٹر برٹن پیچ نے ضلع لڈن برگ کی نسبت کہا ہے۔ اور نہ وہ صحیح ہے جو دوسرے رکن نے زاوٹ پینسبرگ کی کاشتوں کی نسبت بیان کیا ہے اور یہ بھی صحیح نہ ہوگا کہ جو خود میں نے لیڈن برگ میں اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ برگرون کو کافر نے نکال دیا اور ایک برگ کی زمین جو انس جوت رہا اور بورہا تھا۔ کیا یہ واقعات اس بات کے ثابت کرنے کو کافی نہیں ہیں کہ ”جس کی تیج اوس کی دیگ“ چوتھا امر جس پر ہمیں توجہ کرنا چاہیئے وہ ہے جس کا اثر ہمارے اور ہمارے ہمسایہ انگریزوں کے تعلقات پر پڑتا ہے۔ اس کے متعلق ہم سے یہ سوال کیا جاتا ہے

(۱) یعنی باشندگان برگ جس سے مراد وہ شہر یا قصبہ ہے جسکو پارلیمنٹ میں ممبر بھیجے کا حق حاصل ہے

کہ اون کو ہماری حالتوں سے کیا واسطہ۔ اوس کا جواب یہی ہے کہ اؤنکو اتنا ہی واسطہ ہے جتنا ہمکو ہمارے کافر ہمسایوں کے ساتھ ہماری سرحد پر ہے۔ کافروں کے وحشیانہ انداز کو جس درجہ ہم اپنی سرحدوں پر ناروارکتے ہیں اوسی درجہ انگریز بھی جائز کہیں گے کہ اون کی سرحد پر کسی ریاست میں بد نظمی اور بغاوت پھیلے

”آپ کو خبر ہے کہ حال میں ترکی پر کیا گزری؟ ابسکہ وہان کی گورنمنٹ نے آئین شایستگی کو ترک کر دیا تھا یورپ کے دولِ اعلیٰ نے دست اندازی کی اور اوسے روانہ رکھا۔ جب ایک سلطنت شاہانہ کے ساتھ یہ برتاؤ کیا گیا تو کیا ایک چھوٹی ٹیسی ریاست جمہوری کی بد اعمالیاں نظر انداز کی جاسکتی ہیں؟“

دوسری دولتوں سے فریادی ہو کر انصاف طلب کیا جائے تو اچھا خدا کا شکر ہے کہ انصاف ادنیٰ سے ادنیٰ کے لئے بھی اب تک میسر آتا ہے مگر اوسی انصاف کی وجہ سے ہم خود بھی قصور وار ٹھہریں گے۔ پس اگر انصاف کے خواستگار ہیں تو ہم کو اپنی حالت ایسی بنانی چاہیئے کہ صفائی کیساتھ ہم اوس کے طالب ہو سکیں۔“

یہ ضرورت کہاں سے پیدا ہوئی کہ ہم دوسری سلطنت سے مداخلت کی استدعا کریں؟ کیا یہ استدعا صرف دشمنانِ ریاست کی طرف سے

کی گئی ہے؟ حضرات ایسا نہیں بلکہ سچی شکوہ سنجیوں کی وجہ سے اس کی ضرورت پیدا ہوئی ہے۔ اگلی حالتوں کے اعتبار سے اگر دیکھتے تو ہم لوگوں نے اپنے ہاتھوں یہ خرابی مول لی ہے۔ اور اب ہم وہ نہیں رہے اور نہ ہم میں وہ تہذیب باقی ہے۔

”آج میرے دستخط کے لئے ایک بل ایک ہزار ایک سو پونڈ کا پیش ہوا تھا۔ مگر دستخط کرنے کے بدلے مجھے اپنا داہنا ہاتھ قلم کر ڈالتا زیادہ آسان معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ مین خوب سمجھتا ہوں کہ جب زمانہ اوس کے ادا کا آئیگا اس وقت ایک حب بھی نہ بچے گا۔“

علاوہ اس کے پریزیڈنٹ نے بیانات ذیل بھی کئے

### اور ان کی تردید نہیں ہوئی

جس چیز نے کہ دراصل ہم کو موجودہ حیثیت پر پہنچایا ہے اوس کی طرف تو کوئی توجہ ہی نہیں کرتا کوئی خاص چیز ایسی نہیں ہے جس نے راہ چارہ بند کی ہو۔ بلکہ وہ مشکل ہے کہ اداست کہ ریاست اگر آپ لوگ مجھے یہ سوال کریں کہ میری خود مختاری کے لئے کون امر مانع ہے۔ تو میں جواب میں یہ کہوں گا کہ ریاست جمہوری خود ہی اوس کی مانع ہے۔ اور اوس کا سبب لوگوں کی ناقابلیت اور کمزوری ہے۔ مگر یہ کمزوری کمان

سے آگئی ہے؟ کیا یہ لوگوں کی تا شاید تکی کے سبب سے  
 ہے؟ کیا وہ دوسروں سے بدتر ہیں؟ کیا اون کی تعداد اس قدر قلیل  
 ہے اور وہ ایسے ناچیز ہیں کہ ملک پر قابض نہیں رہ سکتے؟ میرے  
 خیال میں یہ کوئی وجہ نہیں ہے۔ نہ اون کی کچھ حقیقت ہے اور نہ میرے  
 نزدیک اون کی کوئی وقعت ہے۔ لوگ مثل اور ون کے بھلے چنگے  
 ہیں مگر حد درجہ متہذل ہو گئے ہیں۔ نہ وہ خدا کو مانتے ہیں نہ اپنے اوپر اون  
 بہر وسہ ہے اور نہ ایک دوسرے کا اعتبار کرتا ہے۔ ان وجوہ سے مجھے  
 یقین ہے کہ ان کی خلافت میں کمزوری ہے۔ میں اس کو باور نہیں کرتا  
 کہ کوئی جدید آئین آپ کو فائدہ پہنچائے گا۔ کیونکہ جس طرح آئین قدیم کو اس  
 تباہی میں مطلق دخل نہ تھا اسی طرح آئین جدید آئینہ رحمت نہوگا۔

جو سلطنتیں عظیم الشان ہیں اگر ان کے باشندوں سے بھی وہی  
 افعال سرزد ہوں جو اس ریاست کے باشندوں سے ہوئے ہیں تو  
 باوجود ان کی عظمت اور کثرت افواج کے ان پر بھی اسی قدر سبکد  
 زوال آجائے گا جس قدر جلد کہ اس ریاست پر آیا ہے۔ اگر انگریزوں کی رعایا  
 اپنے بادشاہ کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرتی جیسا کہ یہاں کی رعایا نے  
 اپنی گورنمنٹ کے ساتھ کیا ہے تو انگریزوں تک قایم نہ رہتا اور شاید  
 اس قدر بھی نہ ٹھہرتا جس قدر کہ یہ ریاست ٹھہری ہے یہ ریاست دوسری

ریاستوں کی منت کش تھی جو جانتی تھیں کہ جس آگ نے اس ریاست کو قریب قریب خاکستر کے کر دیا اگر اس کے شعلے اُن تک پہنچیں گے تو انکو بھی جلا کر خاک سیاہ کر دیں گے۔

ہالینڈ کے اکثر شہروں میں بہت سے ایسے لوگ تھے جنہوں نے صرف ایک ہی دستچر پر دستخط کئے تھے کیونکہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ جنوبی افریقہ میں ہمارے ہی رشتہ دار رہتے ہیں۔ اس کا انجام کیا ہوا؟ گزشتہ جولائی تک رقم سود ادا کر دی گئی تھی مگر سال حال کی ماہ جنوری میں سود کی رقم دو ہزار ڈھائی سو پونڈ واجب الادا تھی اور اس کے لئے ایک حصہ نہ تھا۔ ہتیار باندہ کر جنگ کرنا حاکم ہے۔ ایسے موقع پر شمشیر کشی عین خدا پر شمشیر کشی ہے کیونکہ یہ حکم قضا و قدر ہے کہ ریاست جس حالت پر تھی آج اُسی حالت پر ہے اور یہ دریافت کرنا ہمارا فرض ہے کہ آیا ہزار ہا بنو گنا خدا کا بے گناہ خون آلود ہونا روا ہے یا نہیں۔ اور اگر ہے تو کیوں؟ کیا صرف ایک خیالی امر کے لئے جو ہمارے دماغوں میں پھیدہ ہے مگر دلوں میں نہیں؟ اور اُس خود مختاری کے واسطے جس کی ہکوفہ نہیں ہے۔ پس ہم لوگوں کو چاہیے کہ ہماری حالت موجودہ کا جو بہترین مقتضائے ہو اوس کے موافق کار بند ہوں اور بہترین شرائط پر صلح کریں ہم کو چاہیے کہ اپنے برادران جنوبی سے دست و پل ہو جائیں اور کیپ سے لیکر

دریا سے زیرِ مِیَری تک برابر ایک سلطنت قائم ہو جائے۔ اس میں شک  
 نہیں اس صورت میں پھر بھی ایک شان ہے جو ہماری ریاست جمہوری  
 سے بڑھی ہوئی ہے۔ اوس میں ایک ایسی بات ہے جس سے ہماری قومی  
 خواہشیں برآتی ہیں۔ کیا یہ بالکل ہی ذلیل صورت ہے؟ بیشک اون لوگوں کے  
 لئے تو ضرور ذلیل ہے جو پابندِ قانون نہیں بلکہ باغی اور انقلاب پسند  
 ہیں۔ لیکن جو لوگ کہ قاعدہ اور قانون دان ہیں اون کے واسطے تو اوس میں  
 بہبودی اور فلاح کی صورت ہے۔

ہم کو چاہیے کہ اپنی اصلی اور بدیشہ مائیکلیفون کو خفیف نہ سمجھیں۔ میں  
 آپ سے سرحدِ جنوبی و مشرقی و قومِ زولو و معدنیات طلا و غیرہ کے متعلق جو  
 مسائل ہیں وہ نظیراً بیان کر سکتا ہوں اور یہ دکھا سکتا ہوں کہ حکومتِ انگلشیہ  
 کے ساتھ کچھ بندوبست کر لینا میرا فرض ہے اور یہ بھی میرا فرض ہے  
 کہ یہ بندوبست مردانہ وار کریں۔ شبِ غم گزشتہ کو ایک ہمارے معزز رکن  
 نے ایک تقریر پر جب الوطنی کے جوش میں ادا کی تھی مگر ہم کو اوس میں  
 کوئی خوبی نظر نہ آئی کیونکہ اون کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا کہ خود مختاری کے  
 قائم رکھنے کے لئے ہم کو ہر شے سے چشم پوشی کرنی چاہیے۔

پریزیڈنٹ ہر جس جنوں نے زیادہ تر اپنے گروہ کی ذلیل اور ظالمانہ  
 سازشوں۔ جھگڑوں۔ نفاقِ باہمی اور بیوفائی کے باعث جن سے استماع



ریاست ممکن ہو گیا تھا نہ اوس انتزع کے سبب (شکستہ دل ہو کر) ان سوال کو چھوڑ دیا تھا اوہ خون نے اپنے انتقال کے وقت اس معاملہ کی ایک صورت حال لکھی ہے طوالتِ مضمون کے خیال سے اوس کی پوری نقل یہاں درج نہیں کیجا سکتی اس تحریر میں اوہنوں نے ثابت کیا ہے کہ جو گروہ انگریزوں کا معاون تھا اوس نے انتزع ریاست کے لئے کوئی پھلو اٹھا رکھا اور جو گروہ ڈپار تھا اوس نے بسہر پرستی کرو کر کس طرح فرقہ اول سے سازش کر کے گورنمنٹ سے مخالفت کی اور اوس کی تمام اصلاحوں اور امتظاموں کو درہم و برہم کر دیا اور ٹکس کے ادا نہ کرنے کی لوگوں کو بھارت دلائی شہادت دینے والے نے وضاحت سے بیان کیا ہے کہ کروگر نے یہ کارروائی صرف اس واسطے کی تھی کہ ہماری حکومت جاتی رہے۔ اور خود پریزیڈنٹ بنائے۔ مسٹر بروس یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ سابق مین دست اندازی گورنمنٹ انگلشیہ کی جو خفیہ کارروائی ہو رہی تھی اوس کا اوہنوں نے کیونکر مقابلہ کیا اور اوس کارروائی میں بور اور ایک اون کا خاص سردار پی کروگر بھی معاون تھا اور جس نے باوجود وعدہ اعانت منظر کے ساتھ دغا کی۔ انجام میں جو کچھ پیش آیا اوس کو صاحب موصوف نے ان الفاظ میں تحریر کیا ہے۔

ہوا کسر اور بغاوت ہو چکی تھی اور سوائے نقصان کے اور کچھ حاصل نہ ہوا تھا ارکانِ صیغہ علانہ یہ سمجھ کر کہ ہر جگہ امن و امان ہے اپنے گھروں کو

جا چکے تھے اور میں نصف جدید اور ایک جزو قدیم مجلسِ وزیر کو لئے بیٹھا تھا۔ اس حالت میں بھی میں نے ایک اور کوشش کی اور شہسٹن کے نام اس مضمون کی ایک تحریر لکھ کر بھیجی کہ میں بزورِ شمشیر مانعِ استرلاع ہو گا۔ اس تحریر کو میں نے دو رکون کو دکھایا مگر میں نے جو ملک سے امداد طلب کی اوس کا جواب ایسے کمزور الفاظ میں دیا گیا کہ کیونکہ اُن میں سے ایک رکن حکومت انگلشیہ کا شریک تھا کہ میں اپنے منصوبے سے دست بردار ہو گیا۔ اور ”ہرچہ بادا باد“ پر آمادہ ہو گیا مگر جب شہسٹن کے پاس سے یہ جواب آیا کہ تمہارے اصلاح کے لئے کافی وقت دیدیا تھا اور اب اعلان کے شایع کرنے میں کوئی انتظار نہیں کیا جاسکتا تو مجھ سے سوائے اس کے کچھ نہ ہو سکا کہ میں اظہارِ نارضا مندی اور طلبِ اعانتِ دولِ خارج کی بابت مشورہ دوں۔ جب میری گورنمنٹ نے اس رائے پر اتفاق کر لیا تو میں یہ موجودگی کو نسلِ عالمانہ شہسٹن سے ملا اور ملک کے لئے وہاں کی زبان وہاں کا قانون اور اوس کے حاکمون کے مناصب وغیرہ کے بچانے کا (جہاں تک ممکن ہوا) میں نے انتظام کیا۔ اشتہارِ شایع کرنے کے قبل شہسٹن نے میری گورنمنٹ دونوں کی عذر داریوں کی نقلوں کو دیکھنا چاہا میں نے اوس کو اس شرط سے منظور کیا کہ وہ بھی اپنا اعلان شایع کرنے کے قبل دکھائے

ایسا کمزور اور ہنون نے بھی منظور کیا۔ اوس اشتہار میں ایک فقرہ پر مبن نے  
از حد اعتراض کیا اور اوس سے مخالفت کی۔ یعنی یہ کہ اگر کوئی شخص اشتہار  
کی تعمیل نہ کرے گا تو اوس کی جائداد ضبط کر لی جائیگی۔ اس کے یہ معنی ہوتے  
ہیں کہ ایک شخص کے افعال کی پاداش میں اوس کا سارا بیگانہ خاندان  
سزا یاب ہو یہ فقرہ کمال ڈالاکا گیا۔ وہ تہمت جو جہیز لگائی جاتی ہے کہ  
مبن نے شہیدین کو اشتہار کے لکھنے میں مدد دی ہے اوس کی یہی  
علت ہے۔ انصاف تو یہ ہے کہ اگر کوئی افسر میری گورنمنٹ کا وہ کام  
نکرتا جو شہیدین نے کیا تو میں اوس کو وفادار نہ سمجھتا اور اگر وہ فصل  
بیجا ہوتا "جیسا کہ یقیناً تھا" تو اوس کا الزام اوس پر عاید نہیں ہو سکتا  
بلکہ اوس کی گورنمنٹ پر۔

خلاصہ ذیل سے معلوم ہو گا کہ گورنر الحاق کے بارہ میں متفق الرائے  
نہ تھے مگر یہ ام کس درجہ اون کے حق میں مفید تھا۔

بورڈن کی قوت تحفظ میں استراحت ریاست سے کوئی نقص نہیں آیا تھا۔  
بلکہ معاملہ اوس کے برعکس تھا۔ کیونکہ سرکار انگریزی کے روپیے ہتیار  
فوج اور شان و شکوہ علم سے اونکو اور مدد ملی تھی۔ با اینہم ایسے واقعات  
گذرتے تھے جن کا قبل میں ذکر ہو چکا ہے اور ان سے خیال کیا جاسکتا ہے  
کہ اگر تدبیر حال قائم رہتی تو کیا کیفیت ہوتی۔

اشتہار شائع کرنے سے ایک روز قبل سر شپٹن نے سٹی  
 وائیو کو کھلا بھیجا کہ ٹرانسوال زیر حکومت انگریزی ہو جائے گا اور اس  
 جائز معاملہ میں دست درازی کا خیال نہ کرنا۔ سٹی وائیو نے یہ جواب دیا:  
 "میں اپنے خداوند لغت سمتو (شپٹن صاحب) کے اس پیغام کا شکریہ  
 ادا کرتا ہوں۔ اس خبر سے میں خوش ہوا کیونکہ ڈچ لوگوں سے میں ایسا  
 تنگ آگیا تھا کہ میں نے ایک دفعہ ان سے لڑنے کا ارادہ کیا تھا  
 اور ایک ہی مرحلہ میں ان کو دریائے دال کے اوس پار نکال دینے والا  
 تھا۔ میرے اقا آپ دیکھتے ہیں کہ میری فوج جمع ہے اور ان لوگوں کو  
 میں نے ڈچ لوگوں کے مقابلہ کے واسطے طلب کیا تھا۔ اب میں اونکو  
 واپس کرونگا۔" ۱۸۸۳ء صفحہ ۱۹ (کرنل اسے ڈبلیو۔ ڈرنفورڈ صاحب  
 آر۔ اے نے اپنی یادداشت مورخہ ۸ جولائی ۱۸۸۳ء میں لکھا ہے کہ  
 اس وقت (۱۰ اپریل) سٹی وائیو نے اپنی فوج کو سرحدوں پر تین حصوں میں  
 جمع کیا تھا اور اس میں شک نہ تھی کہ اگر انگریز ملک کو نہ لے لیتے تو وہ  
 ٹرانسوال کو پریٹوریہ تک تو نہیں مگر اقل درجہ دریائے دال تک تو ضرور تاج  
 کر دیتا۔ میری رائے میں وہ پریٹوریہ تک ملک کو تباہ کر دیتا۔

مقام پریٹوریہ سے سر۔ اے کے گنگہام نے ۱۲ جون کو یہ لکھا۔ ۱۰ میں  
 یقین کرتا ہوں کہ اگر ملک سرکار انگریزی نہ لے لیتی تو اوس کو دیسی قومیں

تباہ کر دیتین۔ انتہاء ریاست سے کچھ قبل چالیس میل مربع تک دیسی لوگ ملک میں آئے تھے اور ہر مکان میں اونھوں نے آگ لگا دی تھی۔

اونھوں نے پھر لکھا ہر روز میرے یقین بڑھتا جاتا ہے کہ اگر سرکار انگریزی ریاست نے لیتی تو ملک سرحدی باشندوں کے ہاتھ سے جن کے ساتھ سکو کوئی مایاک۔ اور دوسرے فرمائے رٹا سوال بھی شریک ہیں تباہ اور برباد ہو جائے حکومت انگریزی کا زور دیکھ کر اب یہ خاموش ہیں۔

اصلیت خوف کی نسبت جس قدر بیان کیا گیا وہ کافی ہے اب اس کے اسباب اور نیٹال کی کالونی کی نسبت جو ذمہ داری بیان کی جاتی ہے اون کو متعلق سر بارٹال فریر نے اپنے ایک خط میں جنرل پون سنہی کو یہ مضمون لکھا ہے۔

”حقیقت یہ ہے کہ در حالیکہ بورون کی ریاست جمہوری ہماری حریف اور کسی قدر مخالف تھی۔ بیچہ نیٹال ہی کی کمزوری تھی کہ اوس نے زولون کو منہ لگا رکھا اور ان کو مایا استین کی طرح پال رکھا تھا تاکہ ہمسایوں کے گوسفندوں کا شکار کیا کریں۔ ہم لوگوں نے ہمیشہ بورون کو فہمائش کی مگر نرمی کے ساتھ۔ اور اب چونکہ دونوں گٹے ہمارے ہی ہیں۔ ہم پریشاں ہیں کہ اوس گرگ کی دست برد کو کیونکر روکیں۔

سر بلٹل فریر نے اس حالت خطرناک کا پورا اندازہ کر لیا تھا اور

یورون کی رائے کی تصدیق کی تھی۔ زولون کے ساتھ جیسا ان کا برتاؤ تھا اس کی نسبت ادھون نے ۵ دسمبر ۱۸۷۱ء کو حسب ذیل رائے ظاہر کی ہے۔  
 ”مجھے بڑی فکر اس بات کی ہے کہ مقابلہ کی نوبت نہ آئے اور اس سے گریز کی طرف سے بھی صورت ہے کہ مین خوف کا اظہار نہ کرنے دوں۔ یورون پر بڑا خوف طاری ہے اور مین نے دونوں سرحدی قلعوں یعنی یوٹراج اور واکر اسٹرام کے یورون کو حکم دیدیا ہے کہ تیار رہیں کیونکہ شاید بھڑورست جنگ وہ طلب کئے جائیں پچیس<sup>۲۵</sup> دسمبر کو سرحدی مشہدسٹن نے بھی اس خوفناک حالت کی ان الفاظ میں تصدیق کی ہے ”بوراب بھی فرار ہو رہے ہیں اور مین سمجھتا ہوں کہ اب تک تین مقاموں کے سوا جو کسی شمار میں نہیں ہیں سومیل کے لیے اور تین میل کے چوڑے رقبہ مین دیرانہ ہی دیرانہ نظر آتا ہے اور اس سے حضرت کو اس فتنہ کا کچھ اندازہ ہو سکے گا جو سٹی وایو نے برپا کر رکھا ہے۔“

جس وقت سرکار انگریزی نے ٹرانسوال پر قبضہ کیا تو خزانے مین ۱۲ شلنگ ۶ پینس یا قریب آٹھ روپیے کے سوا اور کچھ نہ تھا اس کے علاوہ ایک بھاری قرضہ ریاست کے ذمہ تھا۔ اس کو سرکار انگریزی نے ادا کر دیا اور کچھ زمانے کے لئے ملک سکبدوش ہو گیا تھا۔

سرکار انگریزی کی اصلی غلطیوں کا آغاز متزع ریاست کے بعد

سفر شروع ہوا وعدوں کا ایفا نہ کرنا۔ قدیم طرز حکومت کو بدل دینا۔ حکام ناموزوں کو مقرر کرنا جو نہ وہاں کے لوگوں سے اور نہ اونکی زبان سے واقف تھے۔ مجلس وزرا جس کے جمع کرنے اور انتخاب جدید کا وعدہ تھا اوس سے غفلت کرنا۔ اشخاص فوجی جو بیرون کے ساتھ نہایت سختی سے پیش آتے تھے اور اون سے نفرت کرتے تھے اور اُن کی قدیم سادہ روی اور اونکے تعصبات بلکہ اون کی یہودہ پرانے خیالات کا ذرا بھی پاس و لحاظ نہ کرتے تھے۔ اون اشخاص کا ذاتی محکمہ۔ ان اسباب اور نیز دیگر اسباب سے تمام ہیدی پھیل گئی تھی اور جو لوگ کہ کسی طرح راہ راست پر آنے والے نہ تھے انھیں مشغل کے لئے کافی مصالحوں ہاتھ آیا تھا۔

### حکومت انگریزی کے زمانہ میں مسٹر کروگر

ڈاکٹر جوریسن اور چیف جسٹس کوٹزی (جو اس وقت جج تھے) اور تمام اون لوگوں نے جو ان متزلزل ریاست کے مخالف تھے سرکار انگریزی کی ملازمت قبول کر لی تھی۔ بائٹنٹائے مسٹر پاپٹ جو برٹ جنون نے انکار کیا تھا۔ اور اگر افعال بجائے الفاظ معیار قرار دئے جائیں تو میں کہہ سکتا ہوں کہ صرف یہی شخص سچا مخالف تھا۔ ریٹیل (استداد ریاست) کی بابت جو شورش ہوئی اوس میں بغیر سرخیک جوئے یہی مسٹر کروگر تھوڑے دنوں تک اپنے عہدہ کا کام کرتے رہے مگر آخر کار اسوجہ سے کہ اونکی

متعدد در خواستوں پر اودن کی تنخواہ میں اضافہ نہ ہوا وہ مستغنی ہو گئے اس میں بہت کم شبہ ہو سکتا ہے کہ اگر اودن کو نفع کی امید ہوتی تو وہ سلطنت انگلشیہ کی ایک رعیت خیر خواہ بنے رہتے۔

انتزع ریاست کا یہ نتیجہ ہوا کہ ملک میں ہن برسنے لگا۔ ملک کا قرضہ ادا ہو گیا۔ سکوسینسی۔ اور سینیٹی وایو کی طرف سے اطمینان ہو گیا۔ ان امور کے سوا اور جو معاملات تھے وہ دوسروں کے سر تھے۔ جب تجارت زندہ ہو گئی اور ذمہ داریاں فنا ہو گئیں تو اب دور کی سوچ بچنے لگی۔ جس روٹی سے ان کا پیٹ بھرتا تھا اب اوس کی یاد بھی نہ رہی۔ گذشتہ مصیبتوں اور بلاؤں کا خیال بھی نہ رہتا تھا کیونکہ ان کا خاتمہ ہو چکا تھا پس جو لوگ کہ خاموش تھے اور باقاعدہ عذرات تحریر کیا کرتے تھے۔ انہوں نے استرداد ریاست کے واسطے ہنگامہ برپا کر دیا۔ انتزع حکومت سے جو نواید کہ پورن کو حاصل ہو سکتے تھے وہ سب حاصل ہو چکے تھے اودن کی سخت ضرورتیں رفع ہو چکی تھیں۔ انگلش قرضہ مباح ہو چکا تھا۔ تجارت اور ساکھ اودن کی پھر قائم ہو چکی تھی۔ اودن کے دشمنوں کا انتظام ہو رہا تھا۔ استرداد سے اودن کے کسی امر پر بھی زوال نہیں آ سکتا تھا۔ بقول شخصے ”ہم خرمائو ہم ثواب“ کا مضمون تھا۔ مسئلہ ٹرولو چھڑ چکا تھا اور حکومت انگلشیہ اسے خود نہیں چھوڑ سکتی تھی۔ یہ صحیح ہے کہ قرضہ جو اودن کی طرف سے ادا کیا گیا تھا یا جو خرچ اُنکے لئے ہوا تھا وہ



اُن ہی کے گلے منڈیا جاتا تھا مگر وہ کیون کر ادا ہو سکتا تھا ظاہر ہے کہ  
پتھر میں چونک نہیں لگتی پس جو قرضہ ہوتا تھا وہ قرضہ سلطنت کا بنانا تھا۔  
جس کے حاصل کرنے کے لئے وہ سالہا سال سے کوشش کر رہے  
تھے مگر اعتبار اور ٹھٹھ جانے کی وجہ سے اُنھیں نہ ملتا تھا۔

ان کی بیدلی کے وجہ جو اوپر بیان کئے گئے ہیں گونجتے تھے۔  
مگر عدم ایفائے وعدہ دیدہ و دانستہ نہ تھا۔ سر بارٹل فریر نے جو وعدہ  
کیا تھا اور ٹرانسوال جانے کا قصد کر لیا تھا بلوچہ چند در چند اوس کی  
نوبت نہ آئی۔ باشندگان قدیم یعنی فرقہ ہائے گیکا اور گالیکا کی جنگ  
میں حکومت کاتونی اور شاہی حکام کا اختلاف۔ وزارت مالتیو۔ میہمین کی  
دراندازیوں۔ اور پچھلے شکستیں۔ نیٹل اور معدنیات الماس کے معاملات۔  
ان سب باتوں نے اور سب سے بڑا کہ جنگ ٹرولونے سر بارٹل فریر کو ایسا  
مجبور کر دیا کہ وہ معاملات ٹرانسوال کا تصفیہ نہ کر سکے۔

اس اثنا میں دو غیر انگلستان روانہ کئے گئے کہ وہاں جا کر بورون کی  
طرف سے اسٹراڈریاست کی کوششیں کریں۔ بورون میں جو فرقہ کہ بہت  
مستعد تھا یعنی فرقہ ہوارٹزگیر جو حکومت برطانیہ کا سچا مخالف اور طرز جمہوری  
کا معاون تھا اوس نے کئی جمیٹ پر بھی اس موقع پر باقی ماندہ بورون  
پر تسلط کامل حاصل کر لیا اور اون میں ایک جان تازہ ڈاکٹر اون کو متحرک

کر دیا۔ یہ نتیجہ تو کسی قدر سچے افہام و تفہیم سے مگر زیادہ تر خوف دلانے سے پیدا تھا۔ آخر شنبہ ۱۷ اپریل ۱۹۴۹ء عین مسرباٹل فریڈرٹا سوال گئے تو اون کو اس کی تصدیق اپنے سفر میں ہوئی اور جو مراسلہ صاحب موصوف نے مقام اسٹانڈرٹس سے بنام - سر ایم - کس بیچ اوسی مہینے کی چوٹی تائیج کو روانہ کیا ہے - اوس میں مضمون ذیل درج ہے -

”ایک جو جو وضع قدیم کا عمدہ نمونہ تھا - اوس کے جوابوں کا مجھ پر خاص اثر ہوا - اوس کی حالت یہ تھی کہ چھ ہفتے تو وہ محبس انگریزی میں رہ چکا تھا اور بھرم بغدادت روزانہ پچانسی کے حکم کا منتظر رہتا تھا اور جن جن دشمنوں سے اوس کے اہل وطن اسے تھے مثل اس کے کہ انگریز - زولو بولو - گرگیو - اور کیش مین - ان سب کے ہاتھ سے وہ زخمی ہوا تھا مگر اوس کا قول تھا کہ وہ زمانہ میری کسبی اور ناتجربہ کاری کا تھا اگر اُس وقت مجھ کو ان باتوں کا علم ہوتا جواب ہے تو میں انگریزوں سے ہرگز مقابلہ نہ کرتا اور نہ اب پھر کروں گا - میں اس ضعیفی میں بھی بخوشی زولون سے جنگ پر آمادہ ہوں اور اپنے ساتھ پچاس ایسے رفیق لے سکتا ہوں جو ہر جگہ میرے ساتھ رہیں گے مگر جب تک مجھ کو اس کا یقین نہ ہوئے کہ جو لوگ مجھ کو باغی ٹھہراتے ہیں اسوجہ سے کہ میں بمقابلہ گورنمنٹ اون کا شریک نہیں ہوں وہ میری عدم موجودگی میں میرا مکان اور اسباب لوٹالین گئے - اوس وقت تک میں

اپنا گھر نہیں چھوڑ سکتا۔ میری بیوی جس نے کیپ کا لونہ مین ایک  
 مہذب طریقے سے تعلیم اور پرورش پائی ہے اس کو تو لون اور بسوٹون  
 کے محلوں سے جان بچا کر پانچ مرتبہ گھر چھوڑ کر بھاگنا۔ اور شب بھر کھیتوں  
 میں رہنا پڑا۔ میرے بارہ بیٹوں مین سے ایک بیٹے کو ڈاکوؤں نے میرے  
 گھر کے سامنے مار ڈالا اور ایک موقع پر جب مین گھر مین نہ تھا۔ اور بسوٹون  
 نے مکان گھیر لیا تو اسی بی بی کو تنہا بھاگنا پڑا اس طرح پر کہ ایک لڑکے  
 کا ہاتھ پکڑے تھی اور دوسرا پیٹھ پر تھا۔ تقریباً پچاس میل اس کو  
 پیادہ پا جانا اور اس جگہ سے گزرنا پڑا جہاں شیر رہتے تھے۔ چنانچہ  
 مقام امن تک پھونچتے پھونچتے اس کو تین شیر ملے۔ ایسی باتیں ہم لوگ  
 کبھی بھول نہیں سکتے نہ اون باتوں کو پھر خیال مین لانے کی خواہش  
 کرتے ہیں۔ اور ایسی حالت مین کہ باغیوں کے سرخنا مجھے دہمکار ہے  
 ہیں کہ تمہارا گھر چھوٹک دین گے تمہارے سب جانور چہین لینگے۔ بھلا  
 مین کیونکر اپنی بی بی کو گھر مین چھوڑ کر تو لون سے لڑنے کو جاسکتا ہوں۔ اگر  
 آپ اس بات کا اطمینان کر دین کہ گورنمنٹ انگلش پریس اساتذہ چھوڑے گی  
 تو مین اور میرے ہمراہی بوجھ کی کرنل وڈ کی مدد کے لئے موجود اور جانے پر  
 تیار ہیں۔

مین یہ دیکھتا ہوں کہ نیک بخت تو لون کے دلون مین یہ خیال راسخ

کر دیا گیا ہے کہ گورنمنٹ انکشافیہ ٹرانسوال سے دست بردار ہوگی۔ جس طرح کہ سابقاً  
 ایچ فری اسٹیٹ سے وہ دست بردار ہو گئی تھی اور مین یقین کرتا ہوں کہ اس  
 سبب خاص سے انکو گورنمنٹ کی مدد وہی سے اکراہ ہے۔

اُن کی یہ تقریر ہے کہ جیسا پہلے ہوا تھا ویسا اب بھی ہونا ممکن ہے  
 اور ”ہاں آتش در کاسہ“ کی مثال نہ صادق آئے۔ اور اس کا کیا جواب  
 ہے کہ اگر آج وہ سرکار انگریزی کے طرفدار ہو جائیں تو جمہوریت حکومت  
 جمہوری ہو جائیگی اور سوقت وہ مخالفین کے پتختہ انتقام سے بچ جائینگے۔  
 پھر نتائج کو مقام ہیڈ کبرگ سے ادھون نے اسطور پر لکھا ”یہ خیال  
 کہ ہم کسی نہ کسی طرح خواہ جبر خواہ ترغیب سے ملک کو چھوڑ دینگے بعض اعلیٰ  
 درجہ کے ذمی شعور آدمیوں کے دلون میں راسخ ہو گیا ہے۔ اس خیال کو  
 بعض اخبارات آفریقہ جنوبی نے خواہ وہ انگریزی مین خواہ ڈچ بہت سرگرمی  
 سے ظاہر کیا ہے اس کا اثر خاصکر اون لوگوں پر ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ہم  
 قدیم کالونی سے انگریزوں کو آباد ہوئے تھے اور اگر اس کا لیتھین ہوتا کہ  
 عہدار مئی انگریزی جاتی رہیگی اور ملک پھر اپنی قدیم حالت بد نظمی پر آجائیگا  
 تو ایسا کبھی نہ کرتے۔“

”مگر عوام اناس کے دلون میں گورنمنٹ کی قوت اصلی کا ذہن نشین  
 کرنا ایک سخت مشکل امر ہے۔“

انتظام انگریزی سے ٹرانسوال کے ابواب حاصل میں ترقی ہوئی جس سال کہ الحاق ہوا ہے جملہ رقم حاصل صرف ہزار سات سو بائیس پونڈ تھی اور تین سال کے بعد ۵۰۰۰۰ میں ایک لاکھ چوہتر ہزار اڑسٹھ پونڈ ہو گئی اور بعد وضع اخراجات تیس ہزار پونڈ کی بچت ہوئی۔ مگر انگریزی انتظام عام پسند نہ ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ فوجی گورنر کرنل لانیان کا برتاؤ ہمدردی سے کوسوں دور تھا۔ الحاق کے دوسرے سال قوم ژولو کے ساتھ جنگ چھڑ گئی اور سنت لاپائیون کے بعد انہوں نے شکست کھائی اور پساہوئے اس کے بعد ٹرانسوال کے لوگوں میں بیدلی ترقی کرنے لگی۔ حتیٰ کہ انہیں کہلم کہلا بگاڑ ہو گیا۔ پوچیفیٹروم میں بلوہ ہوا۔ اور ۲۰ دسمبر کو بمقام بروکمارسٹ اسپرٹ ایک جماعت برہمن نے ایک فوج قلیل پر حملہ کیا اور اوسکو تہ تیغ کر ڈالا۔ اس واقعے کے بعد سر جارج توڑی سی فوج ہمراہ لیکر روانہ ہوئے اور لینگنگ میں ایک جنگ عظیم پیش آئی اور پھر مجوباہل میں مستابلہ ہوا۔ یہاں منجملہ ۵۵۴ سپاہیوں کے اون کا کمانڈر جنرل اور ۹۲ سپاہی کام آئے۔ ۱۳۴ آدمی زخمی ہوئے اور بہت سے لوگ قید کر لئے گئے ہمارا مقصود یہ نہیں ہے کہ اس جنگ کی تاریخ لکھیں مگر جو نتائج کہ اوس سے پیدا ہوئے وہ بے انتہا واقع ہیں۔ کیونکہ وہ ہی جنگ موجودہ کے اسباب ہیں۔

۲۰ فروری ۱۸۸۱ء کو جوہت بلکہ کھوجا ہل میں ہوا اوس سے علماً جنگ کا خاتمہ ہو گیا یہ نتیجہ ہے کہ سر ایو لین وڈ فوج لیکر بڑبڑتے تھے اور ادین کا مقصد تھا کہ جنگ کرین اور یہ بھی درست ہے کہ لارڈ رابرٹس بھی (جو اوس وقت سر فریڈرک تھے) ادیش ہزار فوج کے ساتھ ولایت سے روانہ کئے گئے تھے مگر جنگ ہونے پائی۔ لیبرل پارٹی اور اوس کے سرپرست مسٹر گلڈسٹون کی یہ رائے ہوئی کہ بحالت شکست صلح کر لینا چاہیے۔ کیونکہ انگلستان سی عظیم الشان سلطنت نے اگر ایک چھوٹی سی ریاست کے ساتھ (جس کی آبادی چالیس ہزار نفوس سے زائد نہ ہوگی) اگر یہاں بڑا وکیا تو بیچا نہ ہوگا۔ اوس وقت یہ بھی کہا گیا کہ اس ترکیب سے میدان اخلاق میں ہلکا اتنی بڑی فتح حاصل ہوگی کہ میدان رزم میں بھی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ دستور پر جو اظہارِ علوم مرتب کیا جائیگا تو وہ قوم جو اپنی ازادی کے لئے جان دینے کو موجود ہے وہ بندہ احسان ہو جائے گی۔ اس میں ہم کو شبہ ہے کہ آیا انھیں وجود سے جنگ روک دی گئی یا اوس کے اور اسباب تھے۔

لارڈ کیمبرلی نے (جو اوس وقت کلونیل سکریٹری تھے) ابھی حال میں اس امر کو باعلان بیان کیا ہے کہ اگر اوس وقت جنگ ہوتی تو آرنج فری اسٹیٹ اوکیپ کو لونی کے بورڈ اتھوال کے سربراہ ہو جاتے اور کل افریقہ جنوبی میں آتش جنگ مشتعل ہو جاتی۔ مسٹر گلاڈسٹون کو اسی امر کے پیش آنیکا

اندیشہ ہوا۔ اور طوعاً و کرہاً گورنمنٹ صلح کرنے پر آمادہ ہو گئی۔ اگر یہ واقعہ صحیح ہے اور نسبتِ صحت لارڈ کیمبرلی کے بیان پر مشتبہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے تو اس سے بڑھ کر کوئی غلطی فاحش نہیں ہو سکتی تھی۔ احسان تو گیا گندرا یہ جاہل کامیابی کے جوش میں جو ہر مقام کی فتحیابی سے اون میں بھرا ہوا تھا انگریزوں کو حقارت کی نظر سے دیکھنے لگے اور اون کو اس خطہ نے گھیرا کہ اگر صفحہ رنج لوگ ہمارے شریک ہو جائیں تو ہم انگریزی عملداری کو فانی البحر اور بجائے اسکے ڈچون کی ایک ریاست جمہوری اس سرے سے اس کے تک قائم کر دیں گے۔



# باب سوم

## ٹرانسوال کی خود مختاری اور ۱۸۹۴ء کا عہد نامہ

ناظرین پر یہ امر واضح ہو چکا کہ انگلستان ایسی سلطنت جس نے گزشتہ صدی کے اخیر میں اور موجودہ صدی کے آغاز میں بیس سال تک فاریخ یورپ کا مقابلہ کیا اور انجام میں فتح مند رہی اوسے کن وجہ سے صلح کرنا بہتر سمجھا اور جس وقت کہ اوس کی تھوڑی سی فوج نے ایک چھوٹے سے ملک میں جہاں بیس ہزار وہ قافی اہل سیف ہیں شکست کھائی تو گو انگلستان اس پر قادر تھا کہ لاکھ دو لاکھ کی جمیعت بھیجتا اور انتقام لیتا مگر اوس نے ایسا نہیں کیا۔ اوس وقت اہل انگلستان کے دلوں میں جو جو شش اٹھ اٹھا وہاں بہین خوب یاد ہے مگر وہ زمانہ ایسا تھا کہ تمام ملک مسٹر گلکسٹن کے سحر سے مستحضر رہتا اور اہل ملک نے او کو اپنی خود رانی پر چھوڑ دیا تھا۔ اگست ۱۸۹۴ء میں ایک عہد نامہ مرتب کیا گیا اور اوس میں بیسویں حقوقِ ملکہ مغلطیہ اور اوس کے درشاہ کے محفوظ رکھ کر ٹرانسوال کو حکومت خود اختیاری کامل طور پر دیدی گئی مگر ادر ذیل کی نسبت حق محفوظ رکھا گیا تھا



۱۔ تقریر ریڈیٹ۔

۲۔ عبورِ فوج۔ جس حالت میں کہ کسی دیسی ریاست اور انگلستان سے جنگ واقع ہو۔

ریاست کے تعلقاتِ بیرونی کی نگرانی جس میں عہدناموں کی تکمیل اور دولِ خارجہ کے ساتھ سفارتی رابطہ پیدا کرنے کا طریقہ بھی داخل ہے اور اس رابطہ کی بنسبت یہ شرط ہے کہ ملکہِ منظمہ کے سفیروں اور کونسلوں کے ذریعہ سے پیدا کیا جائے۔

عہدنامہ مذکور میں ۳۴ شرائط ہیں مگر جو شرائط کہ مذکور ہوئے ہیں وہ اس امر کے ظاہر کرنے کے لئے کافی ہیں کہ دونوں ریاستوں کا تعلق باہمی کیا تھا۔ الغرض یہ تعلق ویسا ہی تھا جس کو یہاں ہندوستان میں اتحادِ محکومانہ کہتے ہیں۔ اس میں یہ ہوتا ہے کہ اندرونی معاملات ریاست میں گورنمنٹ کی جانب سے مداخلت نہیں کی جاتی۔ مگر بیرونی معاملات میں گورنمنٹ ہند نگران رہتی ہے۔

اس مقام پر یہ امر قابلِ لحاظ ہے کہ عہدنامہ مذکور میں فوجی معاملات کا کچھ ذکر نہیں کیا گیا ہے غالباً اس کی وجہ یہ ہوگی کہ چونکہ وہ لوگ وحشی قوموں سے گھرے ہوئے تھے پس اون کو اس سامان کی فراہمی کی اجازت دینی ضرور تھی جو اون وحشیوں کے حملوں کو روک سکے۔ اس میں شبہ

نہین کہ بورون کے سرخناؤن کو اس غیر مترقبہ کامیابی پر نہایت حیرت ہوئی ہوگی۔ کیونکہ اون کو جو نفع ہوئے وہ ان کی امیدوں سے بڑا کر ہوئے مگر جب یہ خواہشیں پُرانی ہو گئیں تو اور جدید پیدا ہوئیں۔ پہلی کامیابی ایسی آسانی سے حاصل ہوئی تھی کہ اور خواہشوں کے پیش کرنے کی اون کو جرأت ہوئی اور اون کے حصول کی عرض سے اون لوگوں نے شور و شغب شروع کر دیا۔

ریاست جس نے ٹرانسوال کا اب لقب پایا دوبارہ قائم ہوئی اوس کی تجارت کا باب کھل گیا۔ اوس کے دشمن پائیل ہو گئے یعنی سکوسینی اور سٹی وایو۔ دونوں شکست کھا کر پس پا ہو چکے تھے اور اوس کا قرض ادا ہو گیا تھا۔ یا یہ کہ کیجا ہو کر انگلستان کا یافتنی ہو گیا تھا اس طور پر کہ جب امکان میں ہو اوس وقت ادا کیا جائے مگر ایک زمانہ تک سود بھی اس قرضہ کا نہین دیا گیا۔

رعایا کے برطانیہ میں سے بہت سے لوگوں نے مایوس اور بیزار ہو کر ملک کو چھوڑ دیا۔ دوستوں کو کھو بیٹھے اور اون کے دل پر مردہ ہو گئے تھے پس جو کچھ اون کو اپنی مقبوضات سے مل سکا اُسے لے دیکر انہوں نے اُس ملک کو سلام کیا جہاں اون کو حقوقِ آزادی حاصل نہ تھے۔ چند سال تک اہل برطانیہ کی زندگی بورون میں کچھ خوش نہ گذری یہ امر نہ تعجب نہیں ہے

نہ خلافِ فطرت کہ جن لوگوں میں تعلیم اور ترتیب کا اثر نہ ہو اور جن میں تعصبات قومی بھرے ہوئے ہوں اور نشہ کامیابی غیر مستقر قبہ میں چور ہوں اور جس کے ہاتھ سے مفتوحین کو آزار پہونچے جو لوگ کہ حکومتِ برطانیہ کے ہمدرد یا جو انگریزی نام سے موسوم تھے اوکئی حالت اضلاع میں بہت خطرناک تھی اور جو نا انصافی اون کے ساتھ کی جاتی تھی وہ بلاشبہ سخت تھی۔

ملک کی حکومت تین شخصوں کے ہاتھ میں تھی اور سڑکر و گر بعد جنگ کے وائس پرنسپل تھے مگر ۱۸۸۲ء میں طرزِ قدیم نے پھر کروٹ لی اور سڑکر و گر پرنسپل منتخب ہوئے۔ جس عہدہ پر وہ آج تک موجود ہیں اور یہ تیسری مرتبہ ہے کہ وہ منتخب ہوئے ہیں۔

جنگ کے قبل از روئے شمارِ حکام کلچ و انگریزی ملک کی آبادی چار لاکھ آدمیوں کی تھی جس میں زیادہ تر ڈچ لوگ تھے۔

جو عرصہ داشت لارڈ کارنارون کو بتاریخ ۱۸۷۸ء جنوری ۱۷ء بغرض اسٹروادریاست پہنچی گئی تھی اور سپر منجہ آٹھ ہزار انتخاب کرنے والوں کے (۶۵۹۱) آدمیوں کے دستخط تھے۔ اس کی صراحت سفیرانِ مٹانوال کے خط میں موجود ہے جو انہوں نے۔ سر۔ ایم۔ کلس۔ بیچ کو دسویں تاریخ جولائی ۱۸۷۸ء کو بھیجا تھا۔ یہ واقعہ جو بیان پہلے کہ تین ہزار انتخاب

کرنے والوں نے انتہای ریاست کی درخواست کی تھی اس کے یہی معنی  
 ہیں کہ اون مین سے بعضوں نے دیکر اپنی رائے بدل دی تھی اور اون  
 لوگوں کے شریک ہو گئے تھے جو استر واد کے طالب تھے۔ پس جن لوگوں  
 نے عرضداشت پر دستخط کئے تھے اون مین کل ڈیڑھ لوگ داخل تھے جو  
 ملک کے انتخاب کرنیوالوں مین سے تھے اور باقی ماندہ ایک ہزار چار سو وہ  
 اشخاص تھے جو حکومت انگریزی کو ترجیح دیتے تھے اور جن سے جبراً  
 دستخط کرا لینا ممکن نہ تھا۔ ان اعداد سے بڑا مطلب نکلتا ہے کیونکہ گورنمنٹ  
 ٹرانسوال نے جو اعداد اس بیان کی تکذیب مین اب پیش کئے ہیں کہ  
 یوٹلینڈرس کی تعداد بورون سے زیادہ ہے اون کی جانچ ان اعداد سے  
 ہوتی ہے۔ اگرچہ امر تسلیم کر لیا جائے کہ بور خاص کر کے خانہ دوست  
 اور کثیر الاولاد ہوتے ہیں تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ منجملہ کل آبادی کے اونکی  
 تعداد پینتیس ہزار ہوگی جو نہایت رعایتی تخمینہ ہے۔ جس وقت کہ سفیر ان  
 ٹرانسوال نے اعداد مذکورہ بالا کا حوالہ دیا ہے اس وقت ہر جان بور جو عمر  
 مین اکیس سال سے زائد تھا رائے دینے کا مجاز تھا۔ پس اس سے  
 یہ واضح ہوتا ہے کہ ہر ایک بور کے گھر مین جو رائے دینے کا مجاز تھا بدرجہ  
 اوسط ایک زوجہ تھی اور ہم ہم لڑکے جو نہایت معقول تخمینہ ہے  
 یہ اعداد پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ اس وقت جو بورون کی آبادی ہے وہ

انہیں پینتیس ہزار آدمیوں سے۔ سب جو باقی رہ گئے ہیں اور اون لوگوں  
 سرجو اٹھارہ سال میں اور بڑے ہیں علاوہ ان کے وہ ڈچ لوگ ہیں جو کپ  
 کالونی اور فری اسٹیٹ سے آکر آباد ہوئے ہیں۔ یہ غیر ملکی ہیں اور انکی  
 بے ہما صفت یہ ہے کہ اون کو انگلستان اور اسکے باشندوں اور اونکو  
 طریق عمل سے قلبی نفرت ہے قانون فرانچیز کے بیان میں یہ امر ظاہر  
 کیا جائیگا کہ اگر فریب یا رعایت کو دخل نہ دین تو بورون کے موجودہ حلقہ  
 انتخاب میں آٹھ ہزار اشخاص ممکن الوجود اور اون کی اولاد کا شمار ہوتا ہوں  
 یا شمار ہونا چاہیئے۔

دلیران میدان آزادی میں سے اکثر وہوں کے نام ظلم و ستم کے  
 دہیوں سے اون کی زندگی ہی میں آلودہ ہو گئے ہیں اور پورے جنون نے  
 ۱۸۴۸ء میں بلاشبہ آزادی صحرا نوردی اختیار کی اور ۱۸۴۸ء میں  
 جنگ کی تھی انہوں نے اب خود ہی انہیں اصول کی پیروی کرنی شروع  
 کی جن سے اون کو سخت مخالفت تھی۔ واکسہد کا اجلاس جو ۱۸۴۸ء میں  
 ہوا اس میں پہلے پہل قانون اخراج جاری کیا گیا۔ فرانچیز (حق آزادی)  
 جو حسب قانون نمبر ۱۔ ۱۸۴۸ء اس وقت تک صرف اون لوگوں کو دیا جاتا تھا  
 جو صاحب جائداد ہوں یا ریاست میں سکونت رکھتے ہوں یا اگر جائداد نہ ہو تو  
 ایک سال سے مقیم ہوں وہ اب ترمیم کر دیا گیا۔ اور اس کی جگہ قانون

نمبر ۸۸۲ نافذ ہوا جس میں یہ اقرار کیا گیا کہ غیر ملک والے بھی  
 پانچ سال کی سکونت کے بعد اہل ملک سمجھے جاسکتے۔ حقوق آزادی حاصل  
 کر سکتے اور قدیم باشندگان کے درجہ میں داخل ہو سکتے ہیں جو فرقہ  
 کہ انتزاع ریاست کے موافق تھا اس کے مقابلہ میں اب سخت برہمی پھیلی ہوئی  
 تھی۔ یعنی وہ فرقہ جو بڑھتا اور جس نے باعلان انتزاع کے لئے کوشش  
 کی تھی۔ پس وہ لوگ جو پہلے خفیہ طور پر اس فرقہ کی مدد کر رہے تھے اور  
 مشتبہ ہو گئے تھے ان کو اس کی ضرورت آپڑی تھی کہ اپنی خیر خواہی ثابت  
 کرنے کے لئے اس فرقہ کے خون کے پیاسے ہو جائیں اور ان پر  
 زجر و ملامت کریں۔ یہہ ارادہ صاف ظاہر کیا جاتا تھا کہ اس فرقہ کو اچھٹ  
 اور بے امیزش رکھنا چاہیے۔ کیونکہ بہت سے بورون کا یہ قول تھا  
 کہ سابق میں جو لوگ اون میں آکر داخل ہوئے اور انہوں نے حقوق  
 جدید حاصل کئے انھیں کی بدولت ملک کی آزادی جانی رہی۔ اور بحالات  
 موجودہ یہ خیال ان کا بیجا بھی نہ تھا کاش اس قانون میں شکستِ عہد نہ کیا  
 جاتا تو جو لوگ کہ بے لوث تھے وہ اس کی تائید کرتے مگر بد قسمتی سے  
 یہ قانون اندفاعی ثابت نہ ہوا بلکہ باہم اخراج کا پہلا زینہ تھا یہ پھلا فصل  
 تھا جس سے دیدہ و دانستہ شرائطِ تصفیہ باہمی میں نقص آگیا اور گو عہد نامہ  
 پر پڑو ریامین ایسا کوئی فقرہ نہیں ہے جو اس کا مخالفت ہو مگر بقول مسٹر جیمز لین

یہ فعل اوان کو اٹھ سا بقہ کا مقناقص ہے جو تصفیہ شراطیہ عہد نامہ کی وقت  
وزراے ملکہ معظمہ کے پیش نظر تھے۔

مگر وزارتِ گلیداسٹون جس نے مسئلہ ٹرانسوال سے نجات پانے  
کے لئے نقصاناتِ عظیم اٹھائے تھے ہنہین چاہتی تھی کہ بورون کو  
اغراضِ تصفیہ کے پابند کرنے کے واسطے اس مضمون کو پھر چھپرے  
دوسری پیش بندی یہ کی گئی کہ اختیارات بورون کے ہاتھ میں رکھے  
گئے۔ جن مختلف قصبات کو سابق میں یہ استحقاق تھا کہ اپنی جانب سے  
ایک رکن نیاتا پارلیمنٹ میں بھیجیں وہ اس حق سے محروم کر دئے گئے  
اور اس وقت تک محروم رہیں۔ مگر اگر کو یہ خوف تھا کہ قصبات کی ترقی  
خیالات اوان کی قومی مصلحتِ ملکی میں رخنہ انداز ہوگی۔

اب بھی کچھ نہیں گیا تھا اگر استقلال سے کام لیا جاتا تو مسئلہ  
ٹرانسوال ہلاکتِ خون ہمیشہ کے لئے لغو ان شالینہ طے ہو جاتا۔ وزراء  
انگلستان کا بلاشبہ یہ عقیدہ رہا کہ ازبکہ ہمنے انتہائی درجہ کے ضبط اور  
بلند حوصلگی کو ظاہر کیا ہے کچھ نہ کچھ طرفین سے انصاف کیا جائیگا۔ بھر طور  
یہ ممکن ہے کہ اسی سبب سے وہ خاموش رہے ہوں نہ اسو یہ سے کہ اوان کو  
رعایائے برطانیہ و انجامِ افریقہ جنوبی سے مسلسل غفلت رہی ہو۔ ایسی  
حالت میں ضرور ہے کہ وزرائے مذکور ڈچ لوگوں کے عیون کو بھول

گئے ہوں جتنا کو آئینہ داروں نے نظم کیا ہے یعنی ”کم دینا اور زیادہ طلب کرنا۔“

ترانہ سوال کے بورڈ کے کار گزار لوگ ہیں اور بلا لحاظ اس امر کے کہ جو کچھ لجاوے اور جس طرح لجاوے چاہے کسی حکمت یا معاوضہ یا خوش قسمتی یا عطیہ سے وہ اس کی تنگ طلبی اور زیادہ طلبی سے کبھی غافل نہیں رہتے۔ اُن کے خواہش میں سے یہ ایک ناگوار خاصہ ہے جو اُن کے ذاتی اور عام تعلقات میں نمایاں ہے اور شاید بہ اُن صعوبتوں اور مشکلات کے جھیلنے اور محرومی تسلیم کا ثمر ہے جن سے انسان بد خلق اور پست خیال ہو جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا خاصہ ہے جو تمام غیر تعلیم یافتہ لوگوں میں پایا جاتا ہے جن کی گردش دوران نے خوب خبر لی ہے۔ اور اس میں شبہ نہیں کہ امتداد زمانہ کے ساتھ اُس کا اثر جانا رہے گا۔ مگر فی زمانہ یہ صفت تو اُن میں موجود ہے اور یہ ایک ایسی چیز ہے کہ جب اس کی حقیقت تسلیم کر لی گئی تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جن لوگوں کو توہر اپنے گروہ کا نہیں سمجھتے اُن کے حقوق کو جب تک کہ وہ مجبور نہ کئے جائیں یہ تسلیم کرینگے نہ اُن کی نسبت انصاف کریں گے۔ اُن کی تنگ حوصلگی اور خود غرضی کے خیالات امتیاز حق و باطل پر غالب رہتے ہیں۔ اپنے محل اور کریم الفنی پر ذرا اور رعایاے برطانیہ کا یہ گھم



انہما سے مجھے اپنے حریت کمزور کے دل میں تخم نیکی بودیا ہے جس کا  
 نخل کسی وقت بار آور ہوگا۔ محض خام خیالی ہے۔ ایک نہ ایک دن غازی  
 کا ضرور سامنا ہے اور اس روز سیاہ سے بچنے کی اور کوئی صورت نہیں  
 بجز اسکے کہ استقلال اور انصاف شدید سے کام لیا جائے یا جوت  
 معاملات گذشتہ سے انحراف کا قصد کیا جائے اور ان میں دوسرے  
 معنی پنہانے کی کوشش کی جائے تو فوراً ان باتوں کا سد باب کر دیا جائے  
 کسی صورت سے گورنمنٹ ٹرنوال کے یہ امر ذہن نشین نہیں کیا جاسکتا  
 کہ یہ غیر ممکن ہے کہ ایک فریق ہمیشہ فتنہ دہوتا جائے اور دوسرا ہمیشہ دوتا  
 جائے اور ایک سلطنت عظیم الشان جو کسی دوسری چھوٹی سلطنت کے ساتھ  
 برتاؤ کرنے میں پس و پیش کرے اوس سے وہ ہمیشہ فائدہ اٹھائے۔  
 علاوہ اسکے گورنمنٹ ٹرنوال کو ضرور ہے کہ اپنی ذمہ داریوں کے لحاظ سے  
 کار بند ہو۔

گورنمنٹ ٹرنوال سے اپنی عہد حکومت جدید میں جو پہلا فعل سرزد ہوا  
 اوس نے ریاست کو بہت نقصان پہونچایا اور باب ثلثہ جو ۱۸۸۲ء میں حکمران  
 تھے اوتھون نے متعدد اشخاص کے ساتھ اوس قسم کی رعایتیں کیں  
 جن کا ظاہری مدعا یہ تھا کہ کارخانجات صنعت و حرفت اور معدنیات کا دروازہ  
 کھل جائے گا مگر عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اوس کے ساتھ

اون کے ذاتی اعراض وابستہ تھے۔ پس انجام یہ ہوا کہ گلشنِ حرفت  
ہائے نوخیز مین خزان آگئی اور جو لوگ کہ کاہائے جائز مین اپنی جان اور  
اپنے مال کو صرف کر دینے والے تھے وہ از حد شکستہ دل ہو گئے  
جو رعائتین کی گئی تھیں اون مین صریح عنایتوں کے آثار نمایان تھے اور یہ  
کھنا مہالہ نہوگا کہ جو طریقہ اس وقت جاری کیا گیا تھا اور جو اس کا مدعا تھا  
وہ آج تک جاری ہے باوجودیکہ مجلس وزراء نے قطعی طور پر تجویز کر دیا ہے  
کہ اختیارات کلی اور ایسے اقتدارات جن سے کسی قسم کے حقوقِ مرجع حاصل ہوتے  
ہرگز نہ دئے جائیں مگر جب کبھی مجلسِ مذکور کے پریزیڈنٹ یا اور حکامِ معینہٴ عالمانہ  
مناسب سمجھتے ہیں تو اس تجویز کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں اسکی مثال  
یہ ہے کہ ۱۹۵۵ء مین اختیارِ کلی دیدیا گیا تھا کہ جو غلہ باہر سے آئیگا  
اُس کا محصول نہ لیا جائیگا اور اوس مین یہ پردہ رکھا گیا کہ یہ کارخانہ سہکاری  
ہے اور ایکشن کو صرف کمیشن دیا جائیگا۔ حالانکہ حقیقت مین وہ اختیار  
کلی ہے۔

برون کوئٹہ کے عہدِ پیمان سے تشفیِ نمونی وہ چاہتے تھے  
کہ دولتِ علیہ کا اونپر کوئی اختیار نہ رہے اور اصلی باشندگانِ ملک کے  
مستقل جو فقرات کہ درج کئے گئے ہیں وہ منوخی کر دے جائیں اور انکی  
ریاست کو بجائے ریاستِ ٹرانسوال ریاستِ جمہوری افریقہ جنوبی کا

خطاب دیا جائے۔ وہ یہ بھی چاہتے تھے کہ اون کے بیرونی تعلقات میں  
 اون کو کامل آزادی حاصل ہو۔ گو اوس کی اون کو امید نہ تھی اور اس امر کی کوشش  
 تھی کہ مفہوم عہد نامہ کو وہ کمان تک وسعت دے سکتے ہیں۔ اوہون نے تاخیر  
 نہ کی اس لیے اثر اور متبادل دستاویز میں سوائے چند حدود اور اس  
 شرط کے کہ اون سے تجاوز نہ کیا جائیگا اور کوئی چیز واضح تر نہیں ہے  
 یوں تو اون کا محصور ہو جانا یا بقول سٹر کر و گر ایک جھوٹے میں بند کر دیا  
 جانا اونکو از حد ناگوار تھا۔ کیونکہ اوس سے اون کی ایک عادت قدیمہ کی  
 بیچ کنی ہوتی تھی مسٹر مٹھون نے صحرانوردی اور توسیع ملک کا یہ طریقہ دکھا  
 تھا کہ پہلے وہ قریب کے ملکوں میں شکار کر لینے جاتے تھے پھر وہاں اپنے  
 جانور و نگو چرنے کے لئے بھیجتے تھے اور جب اس ترکیب سے کچھ دن  
 گزر جاتے تھے تو اپنے دل میں یہ خیالی کرتے تھے کہ ہم کو ایک حق قدم  
 حاصل ہو گیا ہے جسکو خواہ جبراً خواہ بذریعہ اقرار تحریری قائم کرنا چاہیے یہ  
 اقرار تحریری اکثر اوقات غلط ترجمہ کیا جاتا تھا۔ اس معاہدہ میں اکثر تغیر و تبدل  
 ہوا کرتا تھا اور بعد اوس کے دو مخالف سرداروں میں جو کمزور ہوتا تھا اوسکی  
 امداد کی جاتی تھی۔ اور اس طرح فرقہ زور دار کی طاقت گشتائی جاتی  
 تھی اوس کا نتیجہ لازمی یہ ہوتا تھا کہ قدیم باشندگان ملک خارج از بلد گرد  
 جاتے تھے۔

چونکہ پورے دن میں انتظامی قابلیت بالکل نہ تھی اور وہ اپنی جادو کی نگرانی  
نہ کر سکتے تھے اور نہ اپنی آرائشی مقبوضہ کو کام میں لا سکتے تھے۔

اب بھی جیسا کہ قبل میں حالت تھی خاص ٹرانسوال میں بہت سی غیر مقبوضہ  
ارضیاں موجود ہیں مگر زمین کی طبع اور نگاہ پیدائشی مرض سے ہر شخص کی جھ  
حالت ہے کہ اپنے ہمسایہ کے گھر سے دہوان نچلتے دیکھ نہیں سکتا  
گو وہ پچاس ایکڑ زمین میں بھی زراعت نہ کر سکے۔ مگر پچاس ہزار کی اوسکو  
خواہش رہتی ہے عرض یہ قوم بلا کم و کاست کل افریقہ کی خواہشگار ہے۔

جب کبھی سوازی لینڈ زولینڈ بکینا لینڈ۔ مابیل لینڈ مشونالینڈ  
اور ٹانگالینڈ پر دست دراز یوں کی خواہش اُسکے دنوں میں پیدا ہوئی تو  
وہ اپنا حق قائم کرنے کے لئے بہانہ ڈھونڈنے لگے۔

انھوں نے بکینا لینڈ بین طرفداریان مشروع کیں۔ اسکے یہ معنی ہیں  
کہ ٹرانسوال کے شہروں نے دو سسر داروں کے مقابلہ میں بعض ملکی  
سرداروں کی مدد پر آمادگی ظاہر کی۔ ۱۹۰۵ء کے عہد نامہ لندن نے تمام  
باتوں کا فیصلہ کر دیا۔ اور ریاست جمہوری کے حقوق مغربی حدود قائم ہو کر  
سرداران متنازعین میں سے دو گورنمنٹ ٹرانسوال اور دو حکومت  
انگلشیہ کے سرداروں کے ماتحت کر دیئے گئے مگر عہد نامہ پر دستخط چوتھے  
ہی پھر انھوں نے حرفت مشروع کی اور ایک سال بھی گزرنے نہ پایا تھا کہ

بوران ٹرانسوال کے ایک گروہ نے جس کے اکثر لوگ اسوقت ریاست  
 جمہوری مین جلیل القدر عہدوں پر مامور ہیں اون جاگیر داروں کے  
 اراضی پر یورش کی جو انگریزوں کی حمایت میں تھے بلکہ اوسکے دارالریاست  
 میفلن پر بھی انہوں نے حملہ کیا۔ اوس کے بعد پریزیڈنٹ کروگر نے ایک  
 اشتہار دیا کہ اراضی مذکور ریاست جمہوری کی حمایت میں لیں گئی ہے  
 مسٹر روڈس جنگی ہمیشہ مجھ کو شمش تھی کہ اندرونی ملک کا راستہ  
 کھلا رہے اور جن کا نام اس کو شمش کی وجہ سے مشہور ہو چکا تھا اونھوں  
 نے دولت علیہ انگلستان کو اس کارروائی کے روکنے پر آمادہ کیا  
 چنانچہ ایک تحریر آخری گورنمنٹ ٹرانسوال کے پاس پہنچی گئی مگر جب تک کہ  
 بارہ لاکھ پونڈ صرف کر کے پسپا لارمی دارن ملک پر چڑھائی نہ کی  
 گئی نہ اوس گورنمنٹ نے اشتہار کو واپس لیا اور نہ تو ملک کے  
 چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔ یہ فوج کشی مسٹر گلادسٹن کے حکم سے ہوئی تھی  
 جو پورون کے مربی تھے اور ہمیشہ یہ ثابت کیا چاہتے تھے کہ ٹرانسوال کو  
 ساتھ جو تصفیہ کیا گیا ہے وہ نہایت اچھا ہوا ہے۔ مگر گورنمنٹ ٹرانسوال  
 کے افعال اور مسٹر بیتھل کے ظالمانہ قتل کئے جانے سے ظاہر ہو گیا کہ  
 حکام کا دلی منشاء کیا ہے اور یہ امر ساکنان افریقہ جنوبی کے دلوں پر نقش  
 ہو گیا۔ پورون نے جب ملک پر حملہ کیا تھا تو اوس وقت بیتھل زخمی ہو چکا

تھا اسی حالت میں اوسکے پاس ٹرانسوال کا ایک نامی عہدہ دار آیا اور دیکھا کہ زمین پر ایک رفل پڑی ہے۔ اُس نے پوچھا کہ یہ کیونکر چلتی ہے۔ بیتھل نے ترکیب بتائی عہدہ دار نے دیکھنے کے بہانہ سے اٹھا کر بیتھل کو اسی سے فنا کر دیا۔

ریاست جمہوری نے زولو لینڈ میں بھی اسی قسم کے رفتار رکھی۔ ٹرانسوال کے بورون نے زولو لینڈ پر چڑھائی کی اور سیکھوہو میں سرگارت وولزلی کے انتظام کو پلٹ کر سٹی وایو متونی کے ایک بیٹے ڈنزلو کے ساتھ فریک ہو کر اوسکو بادشاہ بنا دیا۔

جب یہ ہو چکا تو ملک پر قبضہ کرنے کے لئے آگے بڑھے مگر برٹش گورنمنٹ نے مداخلت کی اور دو ٹوٹ حصہ کو زولون کے واسطے بچا لیا۔ نقشہ پر نظر کرنے سے معلوم ہو گا کہ بورون کا ارادہ سمندر تک پہنچ جانیکا تھا۔ اور پرنسپل رولون جن کی طاقت حکومت انگریزی نے ضعیف کر دی تھی اور یہ قوت شکنی درست بھی تھی کیونکہ اون سے ٹرانسوال کو بہ نسبت بیتھل کے زیادہ خوف تھا اسوقت اپنی چیدہ ملک کو کہو بیٹھے تھے اور اون ہی لوگوں کے ہاتھ سے تباہ اور پریشان تھے جو مداخلت برٹش گورنمنٹ کے قبل اوسکے زیر دست تھے یہ امر قابل یادگار ہے کہ جنگ سکو کوئی اور زولو میں جو خاص بورون کے لئے ہوئی تھی مشیر دل پایٹ یواس

اور اوس کے بیٹوں کے سوا جران لڑائیوں میں اہل برطانیہ کے پہلو پہلو  
 لڑ کر مر گئے گو برون مین سے کوئی بھی مدد کے لئے نہیں آیا مگر زولون  
 کی طاقت ٹوٹ جانے کے بعد اون کا ملک چھین لینے پر آمادہ تھے۔  
 اس کے بعد سوازی لینڈ کی باری آئی۔ اولا گھانس کی چرائی کا حق حاصل  
 کیا گیا پھر اور حقوق تحصیل وصول محصولات و مالگزارئی اراضی اور تار برقی  
 وریلوے و ٹیک و پمپائش اور وائٹ اعلیٰ علم کیا کیا حقوق حاصل کئے  
 گئے۔ ایک صاحب نے باقی ماندہ حقوق کے لئے درخواست دی اور  
 اون کو حاصل کر لیا۔ دوسرے صاحب نے میر مجبسی و عدالت کی درخواست کی  
 اب غور کیجئے کہ ایسی حالت میں بد نصیب باشندگان ملک کو کیا مل سکتا  
 تھا۔ غرض ہر سوال نے جملہ حقوق خرید کر لئے تاکہ بغیر شرمت اون کو  
 حکمرانی ممکن ہی نہ ہو۔

سفیران قوم سوازی کو راہ راست پر لانے کے لئے ریاست جمہوری برائوسول  
 قوم کی خفیہ کارروائیوں کا سرمایہ موجود تھا۔ پس جب تحقیقات حقوق اور تجویز  
 انتظام آئندہ کا وقت آیا تو نتیجہ وہی ہوا جو پیشتر سے خیال میں تھا۔ دولت علیہ  
 کی جانب سے جو شخص کہ ان حقوق اور عام طور پر دوسرے امر و ن کی تحقیقات کے  
 واسطے کمیشن خاص میں مقرر ہوا تھا اس نے حقوق پانیوالون اور مترجمون سے  
 جو سوال کئے اون سے کہ یہ قدر یہ امر منکشف ہوا کہ حقوق مذکور کیونکر حاصل

اور عطا کئے گئے تھے اُس نے ایک یہ سوال کیا۔ کیا آپ حلفا کہہ سکتے ہیں کہ آپ کے اس دستاویز کو لفظ بلفظ بادشاہ کو سمجھا دیا تھا۔

جواب۔ ”جی ہاں“

سوال۔ براہِ مہربانی آپ عدالت سے بیان فرمائے کہ زبان کا فرین ایڈوکیٹ اور کم ڈیوٹیز (رسوم عدالت بہ مناسبت دعویٰ مالیت وغیرہ وغیرہ) کو کیا کہتے ہیں اور آپ نے حقوقِ پیالیس۔ دار الضرب۔ مالگڈاری اراضی اور ٹاؤن شپ کنکیشن (حدود اراضی قصبہ و اختیار است باشندگان قصبہ مذکور) کا کیا ترجمہ کیا اور اوس کے معنی کیا ہو کر ادا کئے۔ ۹

اب وہاں کے دنگ اور مخمور سردار اور اُن کے خوشامدی صاحبین کا شرمناک اور نفرت انگیز طریقہ قابل بیان ہے اس امر کے اظہار کے لئے صرف ایک نظیر کافی ہے کہ کاموکی رفتار کس طریقہ کی تھی مثلاً۔ قمار بازی کی عبادت کے لئے ایک درخواست پیش ہوئی جو شخص کہ ترجمان تھا وہ کا فر زبان ہست کم حاق تھا اور اوس نے جو ترجمہ کہ الفاظ اختیار کئی بلیہ ڈکھیلنے۔ تماش کھیلنے چٹھی ڈالنے اور ہارجیت کے کھیل کھیلنے۔ کا کیا وہ یہ تھا کہ ”نقطہ ہو اختیار گیند پر چوٹ مارنے کا غدار سے کھیلنے اور کل روپیہ لے لینے کا دیا جاے“ سمر دار نے حالتِ مستی اور غنودگی میں پہلے دونوں فقرات پر ہوسہ ہلا دیا مگر جملہ آخر کی



جب نوبت آئی کہ کل روپیہ لے لین۔ جسکو وہ بھی سمجھ سکتا تھا تو اوسکو غیظ آگیا۔ یہ درخواست پھر بعد کو منظور ہوئی جب اوس کا مضمون کسی ہوشیار ترجمان نے بیان کیا۔

سب سے گرامر مزکیب جس سے منشا رعمد پیمان لندن میں خلل ڈال دیا گیا اور حصول اراضی میں ایک ولیہ اندہ کوشش کی گئی وہ یہ تھی کہ اسینڈرٹین بادشاہ سوازی کی جانب سے ایک وصیت نامہ آخر کا لکھا تجویز کیا گیا اور اوس میں یہ شرط مندرج کی گئی کہ بحیثیت وصی و متولی بادشاہ مذکور مسلم کر دگر کو اختیارات حکومت تفویض کئے جائیں۔ اس تجویز میں کر دگر صاحب کو اوس وقت تا کامیابی ہوئی مگر آخر میں پور گورنمنٹ کا مقصد حاصل ہو گیا اور باوجود منت و سماجت و عزرات اہل ملک اور باوجود اس کے کہ اوہ مخون نے زمانہ سابق میں اپنے کو علما سرکار انگریزی کا نہایت بکار آمد مستعد اور وفادار دوست ثابت کر دیا تھا مملکت سوازی لینڈ ریاست جمہوری کے حوالہ کر دی گئی۔

جس وقت مملکت سوازی لینڈ کو یون و ام میں لانے کی فکر میں ہو رہی تھیں گورنمنٹ ٹرانسوال دو سکے مقاموں سے بھی غافل نہ تھی۔ میٹابل لینڈ کو اوس قدیم دوستی کے سبب جو بورون کو میٹابل سے تھی اور جس کو اوہ مخون نے نکال باہر کیا تھا وہ اپنی موروثی جائداد سمجھتے تھے

اور مشونا لینڈ کو اس بنا پر کہ وہ اون کی قدیم شکار گاہ تھی اپنا ہی ملک جانتے تھے۔ جو وقت سٹرائٹ ٹامسن سٹروڈس کی جانب سے معاملہ طے کرنے گئے تھے تو اس وقت لو بنگیولا کے جھوپڑے میں اسکو ایک خط ملا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم بور نے معاہدہ تحریری کے بعد بھی اپنی قدیم عادتوں کو ترک نہیں کیا۔ کسی میرانواج کا ایک سردار ملکی کے سامنے گڑا کر انا اور چکنے چپر سے الفاظ استعمال کرتا اور کاری سے اس بات کا دم بھرتا کہ جب تک بورون یا مٹابلون میں سے ایک متنفس بھی باقی رہیگا اس وقت تک ہم دونوں میں دوستی قائم رہے گی۔ اس بات کی خبر دیتا ہے کہ بورس دران ملکی کے ساتھ کیسی چالیں چلتے تھے اور وہ لوگ ہر امر میں بورون سے کس قدر مخالف اور بدگمان رہتے تھے خط مذکور کا مضمون درج ذیل ہے۔

مقام مری کوریاست جمہوری افریقہ جنوبی ۹ مارچ ۱۸۸۲ء  
والا منزلت سردار لو بنگیولا ولید امر لیکاٹ سے شاہ بزرگ قوم مٹا بلی  
سردار اعظم۔

بوصول نیاز نامہ ہذا آپکو معلوم ہو گا کہ مجھ کو آپ سے ملنے کی نہایت آرزو ہے مگر میں اپنے ملک کے لوگوں سے ایسا وابستہ ہوں کہ ایسا دور دراز سفر اختیار نہیں کر سکتا۔ پس میں اسی پر قناعت کرتا ہوں کہ بذریعہ تحریر ہذا قدیم امر لیکاٹ سی کے فرزند شاہ مٹابل کی جناب میں آداب

نیا زمندی بجا لاؤں۔

یہ جو میں نے عرض کیا کہ مجھ کو آپ سے ملنے کی خواہش ہے تو اس تقریب سے میں کچھ طلب کرنا نہیں چاہتا بلکہ گفتگو کے ذریعہ سے کچھ آپ کو دنیا کی حالت سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں کیونکہ ایسے لوگ تو بہت ہیں جو ان معاملات میں خوب باتیں بنانا جانتے ہیں مگر سچی بات کے کہنے والے بہت کم ہیں۔

میرے خیال میں غلط بات کا ستانہ سننے سے بدتر ہے۔ چونکہ مجھے معلوم ہے کہ آپ نے ایک غلط خبر سنی ہے اس وجہ سے میں اس کی حقیقت بیان کرتا ہوں۔

آپ نے ضرور سنا ہوگا کہ انگریزوں نے ہمارے ملک طرانسوال کو لے لیا تھا یا بقول اوس کے الحاق کر لیا تھا۔ ہم اوس سے چار سال تک ختم محبت کرتے رہے اور عاجزانہ طور پر اوس کا استرداد چاہتے رہے مگر انہوں نے کچھ نہ سنا۔ انگریزوں کا یہ خاتمہ ہے کہ جب کوئی جائداد اوس کے ہاتھ آجاتی ہے تو اوس کی حالت اوس بندر کی سی ہو جاتی ہے جس کے ہاتھ میں کدو کی بیج ہوں۔ جب تک تم اوس کو مار نہ ڈالو گے وہ نہ چھوڑے گا۔

ہماری چار سال کی محنت مفت رائیگان ہوئی اوس کے بعد اوس

لوگوں نے ہیکو گرفتار کرنا شروع کیا۔ اس بنا پر کہ ہم ناراض ہیں۔ اوس کی وجہ سے ہتھیار چلے اور خانہ جنگیان ہوئیں۔ اوسوقت اون لوگوں کو ہمارا ملک ہیکو واپس دیدینا مناسب معلوم ہوا۔ چونکہ اب وہ جاچکے ہیں اور ہمارا ملک آزاد ہو گیا ہے ہم آپکے ساتھ پھر اوسی اتحاد کے ساتھ رہا جاتے ہیں جیسا کہ آپ کے والد کے ساتھ تھا۔ اور ہمارے آپ کی ایسی دوستی ہوئی چاہیئے کہ جب تک ایک متنفس پور اور میٹابل زندہ رہے یہ دوستی قائم رہے۔ اسی سبب سے میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں اور اگر میں زندہ رہا اور یہاں ملک کا کامل انتظام ہو گیا اور وہ بدبو جو انگریزوں نے آکر پھیلائی تھی دور ہو گئی تو میں آپ تک پہنچوں گا۔ اور اگر اوسوقت تک یہ خط موجود رہا تو مسلم اور کافر کی جنگ یہ الفاظ آپ میری زبان سے سنیں گے جو اوسوقت پوری طور پر ادا نہیں ہو سکتے۔ میں اون تین بھائیوں میں سے ایک بھائی کا لڑکا ہوں جو بتیس سال قبل آپکے والد ازلکیاٹ زسی کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور اوس صلح کی ذمہ داری ڈال آئے تھے جو ہنوز باقی ہے۔ ہیکو اب تک وہ زمانہ بہت اچھی طرح سے یاد ہے جبکہ بورون مین سے پہلے پھل فرنز چوہٹ جان جو برٹ اور پیٹر چوہٹ آپ کے ملک میں گئے تھے اور آپ کے والد سے صلح کی تھی جسکی وجہ سے آپکے والد بھی مطمئن ہو گئے تھے اور پور بھی اور

وہ رشتہ صلح ایسا استوار تھا جسے فتنہ پرواز کبھی نہ توڑ سکے اور نہ توڑ سکیں گے۔ جب تک کہ ایک بوریجی زندہ رہے یا آپ سلامت ہیں۔

اب میں اپنی دوستی کی یادگار میں کچھ تحفہ آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں حاصل خطا ہذا آپ کی خدمت میں ایک کٹل اور ایک رومال آپ کی خاتون معظمہ کے واسطے پیش کریگا۔ میں خود بھی آپ اور آپ کی خاتون معظمہ کی محبت سے ایک دن فیضیاب ہو گا۔ بوسا سب کہ یہ خط لیکر حاضر ہو گئے وہ یہاں کے سب حالات آپ سے بیان کریں گے بعض بد نفسوں نے

کولاہنگ کو بھڑکایا اور اوسکے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ قلعہ بندی کر کے ہم لوگوں سے لڑیں مگر پھر وہ ڈر گئے اور سمجھ گئے کہ اون کی جان جائیگی۔ اوس پر میں نے اونکے سب قلعے توڑ واڈالے اور

اون سے ۵۰۰۰ مویشی اور ۴۰۰۰ بھڑین اور بکریاں تاوان میں لین

اب ایک اور سردار کٹسرنجی نے ہمارے ملک پر چڑھائی کر کے تین

آدمیوں کو مار ڈالا اور چند کو لوٹ لیا اوس کو بھی تاوان دینا ہوگا اور اگر نہ

دیگا تو ہم اوسکو سزا دیں گے۔ یا مار ڈالیں گے۔ کیونکہ ہم اپنے ملک

میں امن رکھنا چاہتے ہیں باقی والسلام

م

پلی جے۔ جو برٹ

۹۱۔ ۱۹ء میں جنرل جوہرٹ اون کے اعزاء اور معاونوں نے  
 ملکر ایک بہت بڑے سفر (یعنی سفر بن جے لیڈ) کا سامان کیا اور یہ قصد  
 کیا کہ جو ملک حمایتِ انگریزی میں آچکا تھا اور انتظام چارٹرڈ کمپنی میں  
 تھا اس کے ایک حصہ پر قبضہ کر لیں۔ مگر یہ قافلہ روڈس ڈرافٹ سے  
 واپس کر دیا گیا۔ کیونکہ اس مقام پر ڈاکٹر جمیسن نے نہایت استقلال جوہرٹ  
 اور باقیوں سے اون کا تنہا اور بے ہتیار مقابلہ کیا۔ دوسرا سبب اون کے واپس  
 جانے کا پرنیڈٹ کرگر کا اشتہار تھا صاحبِ موصوف کو صاف  
 الفاظ میں اطلاع دی گئی تھی کہ اگر وہ نہ مانیں گے تو بزور روکے  
 جائیں گے اور لامحالہ جنگ کی نوبت آئے گی۔ معاملہ یہاں تک پہنچا تھا کہ  
 بن جے لینڈ خود داخل ریاستِ جمہوری ہوا چاہتی تھی اس کے کل عہد  
 تقسیم ہو چکے تھے اور بجائے اسکے کہ پرنیڈٹ کا اشتہار صرف عہد  
 کی تفصیل سمجھا جائے (اور وہ بھی دباؤ کی حالت میں نہایت لے دیکے  
 ساتھ کیا گیا تھا) یہ کھا جاتا تھا کہ اشتہار مذکور میں از حد عالی حوصلگی  
 اور فیاضی سے کام لیا گیا ہے اور سوازی لینڈ کا معاملہ جب چھڑا ہوا  
 تھا تو اس کا حوالہ دیا جاتا تھا۔

ٹانگا لینڈ میں بھی سفیرانِ بورغافل نہ تھے اون کی کوشش اس مقام  
 پر صرف اسوج سے بیکار گئی کہ ملک ٹانگا کی شہزادی زمبالی جو بد وقت

بحیثیت ولیہ کار فرما تھی اور وحشیانہ فرمانروائی کا ایک عمدہ نمونہ تھی اس نے  
صاف کہہ دیا کہ ہم سو اے انگلستان کے اور کسی حکومت سے کچھ تعلق نہ  
رکھینگے اور دولت مذکور کی علویت کو اس نے ۱۸۷۷ء میں قبول کر لیا تھا۔  
جب یہاں بھی ناکامیابی ہوئی تو انہوں نے سمندر کی طرف بڑھنے  
کا قصد کیا اور اپنے سفیر ون کے ذریعہ سے دو چھوٹے سردار زمینبان اور  
انہیگیاسے چند حقوق حاصل کر کے ان کو خود مختار بادشاہ بنا دیا مگر  
۱۹۴۷ء میں لاٹو وزیر می نے ان کے تمام ملک ضبط کر لئے اور اور اس  
طریقہ سے گورنمنٹ ٹرانسوال کی ان تجویزوں کا سد باب کر دیا جو وہ  
ملکی لوگوں کے ساتھ سازشیں کر کے شکست عہد نامہ کے لئے کیا  
کرتی تھی

ان معاملات میں جیسا برتاؤ کہ بورون کی جانب سے کیا گیا اس سے  
بڑھ کر اور کیا ثبوت اس امر کا ہو سکتا ہے کہ عہد نامہ کی شرطوں کو وہ بالقصہ  
توڑا چاہتے تھے۔ عہد نامہ پر ریٹوریا میں حدود ٹرانسوال مندرج ہیں اور  
سوازیوں کی خود مختاری تسلیم کی گئی ہے بالہ نہہ ریاست جمہوری کی  
طرف سے جو سوازی لینڈ کا الحاق کیا گیا اور اس کے منظور کرنے میں گورنمنٹ  
انگلستان نے تاخیر کی اس کی نسبت سالہا سال یہ نیکیایت رہی کہ اب  
اس کا نکل نہیں ہو سکتا ہے اور اس کو اس قدر تشہیر کیا کہ تقریباً کل افریقہ

جنوبی کے باشندے اوسکو ایسا ہی سمجھنے لگے۔

اس زمانہ میں دول یورپ نے اپنی توجہ بھی افریقہ کی طرف مائل کی اہل حبشہ میں  
 اور فرانس دونوں نے وسیع قطعات حاصل کئے یا اونکو اپنے دائرہ حکومت  
 میں ہونا مشتہر کیا۔ دورانہ شیش شاہ مجیم ایک عظیم الشان ریاست کی بنیاد ڈال چکا  
 تھا جو کانگو کے نام سے مشہور ہے اور ساحل مغربی سے وسط افریقہ تک پھیلی  
 ہوئی ہے۔ اس ریاست کے شمال میں اہل فرانس نے مغربی ساوڈان کا حاصل  
 کرنا شروع کر دیا تھا اور جنوب میں ایک ایسے ملک پر قبضہ کر لیا تھا جو ساحل سے  
 حدود حکومت انگریزی تک پھیلا ہوا تھا اور ساحل مشرقی کے اُس خطہ پر انہوں نے  
 قبضہ کر لیا تھا جو ساحل اور بزرگ جیلون کے درمیان واقع ہے۔ اور معلوم ہوتا  
 تھا کہ مغربی اہل حبشہ ساحل کے اس کنارہ سے اوس کنارہ تک قابض ہو چکے  
 اور انگریزوں کو شمال کی جانب بڑھنے سے روک دینگے۔

ان جدید حریفان یورپ نے انگریزوں کی حالت بہت نازک کر دی تھی جن  
 قوموں کے ملکوں پر یہ حملہ آور ہوتے تھے اون میں جب کوئی فتنہ برپا ہوتا تو  
 اوسکا اثر ہماری نوآبادیوں پر بھی فوراً پڑتا تھا۔ پس اور زمانوں کے مقابلہ میں اسوقت  
 زیادہ ضرورت تھی کہ اہل ملک کا تحفظ کیا جائے اور قبول سٹر کر و گورنروں  
 کی یہ حالت تھی کہ وہ قلعہ بند تھے اور کسی طرف ہاتھ پالون نہ پھیلا سکتے تھے  
 ہر طرف سے وہ شایستگی کے محاصرہ میں آتے جاتے تھے اور ایسی شایستگی



جسے فرایض اور تکلیفوں میں جو کمال نفرت انگیز سمجھتے تھے۔ کیونکہ وہ اپنی ہی خواہش کو اپنا قانون خیال کرتے ہیں۔

۱۸۸۷ء میں مسٹر کروگر اور مسٹر اسنمیتہ یورپ گئے کہ عہد نامہ میں کچھ ترمیم ہو جائے اور وہ پیہ بھی فراہم کریں جسکی اشد ضرورت تھی

جن اہل بالینڈ کو حال میں تیاری ریلوے کے حقوق عطا کئے گئے تھے اون کے ذریعہ سے فراہمی روپیہ کی جو جو کوششیں کی گئیں وہ بیکار گئیں مگر اور محلات میں یہ فیروز زیادہ خوش قسمت رہے۔ عہد نامہ لندن کی نسبت جو انہوں نے سلسلہ جنمائاتی کی تو چند حدود جو اب تک قرار نہ پائے تھے اونکا تعین ہو گیا گو اس وقت آؤرین برطانیہ اعظم کے حق شاہانہ کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔

ریاست کا نام بدل دینے کے لئے بھی انہوں نے گورنمنٹ برطانیہ کی

۱۸۸۷ء میں لندن ان کے پوری عبارت مندرجہ (جولائی ۱۸۹۱ء) میں مندرج ہے۔ حقوق شاہی کی نسبت بہت طولانی خط و کتابت ہوئی بنے عہد نامہ ۱۸۸۷ء کا چھترہ نہیں کہا گیا اس سے گورنمنٹ ان سوال یہ معنی پیدا کرتی ہے کہ از اسکہ حقوق مذکور کی نسبت یہ قرار پایا تھا کہ وہ سوخت کر دے جائیں گے اور اسے ایسا کیا گیا۔

تہہ چیمبرلین نے جواب دیتے ہیں کہ عہد نامہ لندن میں عہد نامہ پر پوریا کی صرح ترمیم کی گئی تھی نہ ہی اور حقوق شاہی کے سوخت کر دینے کی جو درخواست کی گئی تھی اس کو لارڈ رولی نے نامنظر کر دیا تھا اور مقدمہ جو بنائے تھے رہتا اسکو نافذ سمجھنا چاہیے اور اگر ایسا نہ سمجھا جائے تو وہی دلیل جو حقوق مذکور کے سوخت ہو جانے کی نسبت بیان کی جاتی ہے۔ ٹرانسوال کی خود مختاری کے مقابلہ میں بھی موزون ہوگی۔ کیونکہ ۱۸۸۷ء کے عہد نامہ کے مقدمہ میں یہ مذکور ہے کہ کیا عطا کیا گیا اور کیا محفوظ رکھا گیا۔

رخصتا مندی حاصل کر لی۔ اور بجائے ریاست ٹرانسوال باروگر اس کا نام ریاست  
 جمہوری افریقہ جنوبی قرار پایا۔ اس سفر میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا جو مسٹر کروگر  
 کے اوس کلام کا جواب دیتا ہے جسے باروہ اپنی زبان پر لائے ہیں۔ یعنی  
 یہ کہ ”اہل یوٹی لینڈز سے کسی نے کہا کہ تم ٹرانسوال میں آکر آباد ہو اور اون کی وہاں  
 حاجت بھی نہیں ہے“ مسٹر کروگر اور مسٹر اسمت البیمارل بوٹل میں ٹھہرے  
 ہوئے تھے چند ہفتوں کے بعد اتفاق سے ان کے پاس اتنا روپیہ نہ رہا کہ بوٹل  
 کا حساب پاک کر سکتے اوس حالت تکلیف میں اوہون نے بیرن گرنیٹ سے  
 معاملہ رجوع کیا بیرن موصوف اوس زمانہ میں ایک نامی ساہوکار تھے اور حقوق  
 معدنیاتے طلا واقع لینڈز برگ کے انکو نہایت دلچسپی تھی وہ مدد کرنے کو  
 آمادہ ہو گئے تھے مگر بشرطہا و شرطہا امداد کرنے کا معاوضہ انہون نے یہ کیا  
 کہ ٹرانسوال میں جو اہل برطانیہ آباد ہیں اون کی نسبت کچھ مسکاری طور پر اس امر کا اطمینان  
 کیا جائے کہ ان کے ساتھ نیک سلوک ہوتا رہے گا اور اوسکا تحفظ کیا جائے گا۔  
 اوس کے جواب میں مسٹر کروگر نے ریاست جمہوری کی طرف سے ایک مضمون  
 اخبارات لندن میں شائع کیا اوس کے ذریعے سے اہل برطانیہ کو نہایت محبت سے طلب  
 کیا انکا خیر مقدم ادا کیا آنے والوں سے وعدہ کیا کہ ان کے حقوق کا لحاظ اور انکا  
 تحفظ کیا جائیگا حال میں اس مضمون کا بارہا حوالہ دیا گیا ہے۔

اس جدید عہد نامہ کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ یہ عہد نامہ بجائے عہد نامہ سابق

جو سالہ ۱۸۵۷ء میں ہوا اٹھا تصور کیا جائے گا۔ عہد نامہ جدید میں ملکہ منظمہ کے حقوق  
 شاہی کا کوئی ذکر نہیں ہے مگر ساتھ ہی اس کے یہ بھی اوس میں نہیں لکھا ہے کہ  
 ٹرانسوال اختیارات خود مختاری دئے گئے ہیں۔ تو اب یہ حجت کرتے ہیں کہ چونکہ  
 عہد نامہ جدید میں جو عہد نامہ قدیم کا قائم مقام ہے حقوق شاہی کا کوئی ذکر نہیں ہے  
 پس یہ سمجھنا چاہیے کہ اوس سے قطع نظر کر لی گئی تھی۔ مگر سٹیمپ لین کا یہ جواب ہے  
 کہ اگر عہد نامہ قدیم منسوخ ہو گیا تو جو فقرہ کہ خود مختاری ٹرانسوال کے متعلق اوس میں  
 درج تھا وہ بھی منسوخ ہو گیا اور چونکہ عہد نامہ جدید میں کسی خود مختاری کا کوئی ذکر نہیں  
 ہے پس کل معاملہ اوس حالت اصلی پر جا رہیگا جو سالہ ۱۸۵۱ء کے قبل میں تھی۔ ہماری  
 رائے میں یہ دونوں دہوکا دینے والی بحثیں ہیں جو قوت کہ دوسرا عہد نامہ ہوا ہے  
 تو گورنمنٹ برطانیہ کا یہ منشاء تھا کہ وہ حقوق شاہی سے دست بردار ہو جائے  
 اور ساتھ ہی اس کے یہی ارادہ نہ تھا کہ بورون کی خود مختاری کو چھین لے جو  
 اندرونی معاملات ریاست میں اونکو حاصل تھی سلطنت برطانیہ کانٹنٹ افریقہ  
 کے انتظام میں ظاہر ہوتا ہے۔ مثلاً فقرہ چھام میں یہ لکھا ہے کہ ریاست جمہوری  
 افریقہ جنوبی رجونا قدیم اوس کا اب پھر عہد نامہ میں منظور ہوا ہے (اس امر کی ہما  
 یوں گی کہ جب تک ملکہ منظمہ منظور نہ فرما دیں۔ با ستثنائے آئین فری اسٹیٹ  
 کسی قسم کا معاہدہ کسی ریاست یا قوم یا ایسے فرقہ ملک کے ساتھ کرے جو ریاست  
 جمہوری کے مشرق یا جنوب میں ہوں۔

اگر ریاست جمہوری ٹرانسوال کے اختیارات مشابہی کو برطانیہ نے تسلیم کر لینے کا ارادہ کیا ہوتا تو ایسا فقرہ کسی صورت سے داخل عہد نامہ نہیں ہو سکتا تھا۔ پس ریاست جمہوری اب بھی مائیکہ ملکہ معظمہ سے دو فقرہوں کے سوا اور فقرہ ان سے یہاں بحث کرنا ضروری نہیں ہے وہ جدید وسعت حدود اور ریزڈنٹ صاحب کے فرایض اور بعض فرقہ کے ادا کے متعلق ہیں۔

مگر فقرہ ہفتم بہت ضروری ہے اور اس میں یہ تحریر ہے کہ کل اشخاص جو قبل از ۸ اگست ۱۸۹۷ء ٹرانسوال میں جاؤ اور پر قابض تھے اور اب تک قابض ہیں ان کو وہی حقوق اس جاؤ کی نسبت حاصل رہیں گے جو ان کو ۱۲ اپریل ۱۸۹۷ء سے حاصل تھے زیادہ اشیاء ان حقوق میں وہ پورے حقوق شہری داخل ہیں جنکو مسٹر کروگر نے بہت شد و مد سے اخبارات لندن میں شتم کیا تھا جنکا ذکر قبل میں چھکا ہے (حال کی لڑائیوں میں جو شخص ملکہ معظمہ کا خیر طلب رہا ہو گا اس کو اپنی خیر خواہی کے باعث کوئی آزار نہ پہونچے گا۔ نہ بصیغہ فوجداری اسپ کوئی الزام لگایا جائیگا۔ اور نہ بصیغہ دیوانی اسپ کوئی دعویٰ دائر کیا جائیگا اور ایسے شخصوں کو اس امر میں پوری آزادی رہے گی کہ ملک میں سکونت رکھیں تمام حقوق سے بہرہ مند رہیں اور ان کی ذات اور جاؤ کا تحفظ کیا جائے۔

دوسرے فقرہ نمبر ۵ کی یہ عبارت ہے (علاوہ باشندگان ملک کے وہ اشخاص جنہوں نے ٹرانسوال میں ۱۲ اپریل ۱۸۹۷ء اور ۸ اگست ۱۸۹۷ء کے درمیان

باقاعدہ سکونت اختیار کی ہے اور جسکے نام تاریخ مذکور سے ۱۲ مہینہ کے  
 اندر اپنا نام ورج رجسٹر دفتر صاحب ریڈنٹ بہادر ہو گئے ہیں وہ ہر قسم کی خدمت  
 فوجی سے مستثنیٰ رہیں گے آگے چلکر معلوم ہو جائیگا کہ بورون نے دونوں  
 حقروں کی کیونکر تعمیل کی۔ اب مجبوراً سقدر اور کہنا ہے کہ اس جدید عہد نامہ کے  
 مقدمہ میں یہ مذکور ہے کہ عہد نامہ سابق ۱۹۹۱ء عین چونکہ بعض مضامین تکلیف  
 دہ ہیں اور عہد نامہ مذکور سے ایسی بار اور فرایض ریاست کے ذمہ پیدا ہو گئے ہیں  
 جن سے ریاست سبکدوش ہوا چاہتی ہے اور اس خیال سے کہ بعض حدود کی  
 ترمیم بھی ہونی چاہئے اسلئے یہ جدید عہد نامہ لکھا گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے  
 کہ یہ محض دولت علیہ کی مہربانی تھی اور وہ کسی حالت مجبوری میں نہیں لکھا گیا۔



## باب چھام

### دربارہ دریافت حالات معدن طلا و الماس

جس زمانہ تکلیف سی ۱۸۸۳ء کے حالات ہم تحریر کر چکے ہیں اوس سے چند روز قبل یہ معلوم ہو چکا تھا کہ اس ملک کے اکثر حصوں میں علاوہ اور معدنوں کے طلا و الماس کے معدن بکثرت موجود ہیں۔

معدن الماس کا حال پہلی مرتبہ ۱۸۶۶ء میں کبیرلی کے قرب وجوار میں دریافت ہوا تھا جس حصہ ملک میں کبیرلی واقع ہے اوس کے آئینج فری اسٹیٹ اور کیپ کالونی دونوں دعویدار تھے۔ آخر کو اُس کا باہمی طور پر تصفیہ ہو گیا اور وہ ۱۸۸۱ء میں شامل گریگوالینڈ ہو گیا جو کیپ کالونی کا ایک غری صوبہ ہے اور گورنمنٹ انگلستان نے (لغت ۹۔ نوٹ) معاوضہ دیا۔ علاوہ برین ایک اور بڑی رقم تعمیر آئینج اسٹیٹ ریلوی کی غرض سے عطا کی۔ ٹرانسوال میں گو معدن طلا و کمال معلوم ہو چکا تھا۔ مگر ابتدا میں طلا کی بہت ہی قلیل مقدار بآمد کی گئی تھی۔ لیکن جو زانیہ کہ عہد نامہ جات ۱۸۹۱ء اور ۱۸۹۳ء کے مابین گذرا اوس میں جو ہانس بک کے قریب معدن پائے مذکور بکثرت ظاہر ہوئے یہ مقام پری ٹوریا سے جو ملک کا دارالسلطنت ہے تقریباً ۲۵ میل پر واقع ہے۔ اب تک ٹرانسوال میں

تمام کشار و زرعی کے کارخانے تھے اور گوچند انگریز اور غیر ملک کے لوگ آکر آباد ہو گئے تھے اور ریاستیں خرید کر لی متعین مگر اون کی تعداد بہت قلیل تھی۔ یہ نو آباد لوگ اور پور بیکسان سمجھے جاتے تھے اور اونکو حقوق مساوی حاصل تھے جب معدن ہاسے طلا، مٹاہر ہوئے تو غیر ملک کے لوگوں کا یکایک هجوم ہو گیا۔ جو عام طور پر اب یوٹ لینڈرس کہلاتے ہیں۔ یہ لوگ دنیا کے تمام ملکوں سے آکر جمع ہوئے تھے۔ اب روپیے خوب رولے گئے۔ اُن سے سرمایہ جمع کیا گیا۔ اور کمپنیاں قائم ہوئیں اور اُس کے ساتھ ہی تجارت نے بھی ہوا باندھ لی تھی کلیں یورپ سے ملگائی گئیں۔ اور باشندگان ملک جن میں یونانیوں، مارتی ہوتی جاتی تھی انکے رفع ضرورت کے خیال سے ہر قسم کا مال و اسباب جمع کیا گیا۔ اس جدید کارخانہ سے بورون نے کنارہ کشی اختیار کی اور تجارتی ہنگاموں سے ادھونوں نے گوشہ تنہائی اور شغل کاشت کاری کو زیادہ دل پسند سمجھا۔ تمام روپیے جو دولتِ ملک آکر یہاں مہرٹ کئے گئے اُن سے بورون کے خزانہ میں دفعتاً ترقی ہو گئی تختہ ذیل ہے (جو مسٹر کبل کی کتاب برٹش انڈیا سے اخذ کیا گیا ہے) واضح ہو گا کہ ملک کی آمدنی دفعتاً کیونکر بڑھ گئی۔ جب ہم لوگوں نے ۱۸۶۸ء میں ملک لیا اوسوقت اوسکی آمدنی ۵ لاکھ روپے پونڈ تھی اور اور پنج لاکھ ۵ لاکھ روپے قریب تھا کہ دیوالہ بچھپائے۔ پھر جب ہم لوگوں نے ۱۸۸۱ء میں ملک واپس دیا اوسوقت اوس کی آمدنی ۱۵ لاکھ روپے پونڈ

مختی اور بیچ لائے گئے پونڈ ۱۸۸۶ء تک آمدنی اور خرچ کی یہی حالت رہی  
مگر سنہ مذکور میں آمدنی بیکار دو فی ہو گئی اور جسے اوس میں روز افزون  
ترقی سے یہاں تک کہ سنہ ۱۸۹۷ء میں اسکی تعداد بڑھ کر لاکھ لاکھ پونڈ ہو گئی  
اور خرچ کی تعداد پونڈ لاکھ ہو گئی۔

سال	مداخل	مخارج
۱	۲	۳
۱۸۶۱-۶۲ء	لاکھ تالیس ہزار پونڈ	صوبہ لاکھ تالیس ہزار پونڈ
۱۸۶۳-۶۴ء	لاکھ تالیس ہزار پونڈ	صوبہ لاکھ تالیس ہزار پونڈ
۱۸۸۰ء	لاکھ تالیس ہزار پونڈ	صوبہ لاکھ تالیس ہزار پونڈ
۱۸۸۲ء	لاکھ تالیس ہزار پونڈ	صوبہ لاکھ تالیس ہزار پونڈ
۱۸۸۳ء	لاکھ تالیس ہزار پونڈ	صوبہ لاکھ تالیس ہزار پونڈ
۱۸۸۵ء	لاکھ تالیس ہزار پونڈ	صوبہ لاکھ تالیس ہزار پونڈ
۱۸۸۶ء	لاکھ تالیس ہزار پونڈ	صوبہ لاکھ تالیس ہزار پونڈ



سال	داخل	مخارج
۱	۲	۳
۱۸۸۶ء	میں سے لے کر میں سے لے کر	میں سے لے کر میں سے لے کر
۱۸۸۸ء	میں سے لے کر میں سے لے کر	میں سے لے کر میں سے لے کر
۱۸۸۹ء	میں سے لے کر میں سے لے کر	میں سے لے کر میں سے لے کر
۱۸۹۰ء	میں سے لے کر میں سے لے کر	میں سے لے کر میں سے لے کر
۱۸۹۱ء	میں سے لے کر میں سے لے کر	میں سے لے کر میں سے لے کر
۱۸۹۲ء	میں سے لے کر میں سے لے کر	میں سے لے کر میں سے لے کر
۱۸۹۳ء	میں سے لے کر میں سے لے کر	میں سے لے کر میں سے لے کر
۱۸۹۴ء	میں سے لے کر میں سے لے کر	میں سے لے کر میں سے لے کر
۱۸۹۵ء	میں سے لے کر میں سے لے کر	میں سے لے کر میں سے لے کر
۱۸۹۶ء	میں سے لے کر میں سے لے کر	میں سے لے کر میں سے لے کر

سال	داخل	مخرج
۱	۲	۳
۱۸۸۷ء	ملک الملک الملک پونڈ	ملک الملک الملک پونڈ

۱۸۸۷ء میں خزانہ عامہ کے مخارج کی تعداد صرف (ملک الملک الملک پونڈ) تھی ۱۸۸۷ء میں اس کی تعداد ساڑھے چالیس لاکھ ہو گئی۔ پس جہاں دولت کی یہ کثرت ہو وہاں جو نہ وہ نہوڑا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ اس دولت کا جزر کثیر جنگ کے نئے نئے آلات اور اس بات کے ہتھیار کرنے میں صرف کیا گیا جیسا کہ بعد کو معلوم ہو گا مگر اس دولت کا جزر اعظم خود برون میں تقسیم ہوا اس کی ایک مثال یہ ہے کہ اوں کی پارلیمنٹ کے ہر ممبر کو (ملک الملک پونڈ) سالانہ ملتا ہے۔

اب وہ زمانہ آیا کہ غیر ملکین کے ساتھ جن کے سرمایہ سے یہ دولت جمع ہوئی تھی دوسرا برتاؤ شروع ہو گیا۔ اب تک ان باہر والوں اور برون کے حقوق مساوی تھے جیسا کہ عہد ناموں میں طے ہو گیا تھا۔

مگر اب سب قسم کی شرطیں لگائی گئیں تاکہ جن لوگوں میں وہ پائی جائیں وہ ہی روپے کے صرف کرنے اور قباؤں بنانے میں رائے زنی کریں برون میں جو قدیم باشندے تھے وہ گویا عمائدین بیٹھے اور انھوں نے تمام حقوق اپنے واسطے چھوٹا کر لئے اور ملک غیر کے لوگوں کو کسی شہا

میں نہ رکھا۔ جو مال کہ دوسرے ملک سے آتا تھا اس پر محصول کثیر لگایا جاتا تھا اور اس خیال سے کہ وہاں کارخانے نہ تھے۔ ہر شے باہر ہی سے منگائی جانی تھی اور ایسے سخت قوانین نافذ کئے گئے کہ ان بیچاروں کی حالت مثل غلاموں کے ہو گئی۔ مشہور نکلے انتظام میں انکو کسی قسم کا دخل نہ تھا باوجودیکہ وہاں اکثر جگہ آبادی کے لحاظ سے غیر ملکیوں کی تعداد (۹۹) فیصدی تھی۔ اب مجھے یہ دیکھنا ہے کہ اس آبادی اور روپیہ کی زیادتی نے چند ہی سال میں کیا نتیجہ پیدا کیا۔ اس مقام پر میں اسی کتاب کی عبارت نقل کرتا ہوں۔

اہل برطانیہ کے داخل ہونے سے ان کی دولت اور دماغ میں انقلاب پیدا ہو گیا اور انکی خریداری کی وجہ سے آراضی کی قیمت بڑھ گئی۔ اور نشانات سرحد بنا واجب ہو گیا۔ بورون نے اپنی عمدہ اور زاید زمینوں کو رفتہ رفتہ بیچ کرنا۔ اور اہل برطانیہ نے بتدریج انکو خرید کرنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ معمولی قابل الزامات آراضی کی قیمت فی ایکڑ دو شلنگ چھ پنس ہو گئی۔ اس کے بعد پانچ شلنگ ہوئی اور اکثر مقامات پر دس شلنگ اور بیس شلنگ ہو گئی۔

اسوقت قیمت اور رقبہ آراضی کے لحاظ سے ٹرانسوال کی حالت حسب

رقبہ

فیل ہے۔

۶۵ فیصدی

آراضی مملوکہ بوران

۳۵ فیصدی

آراضی مملوکہ انگلزیان

مگر آراضی کی قیمت صرف اس کے رقبہ پر منحصر نہیں۔ بلکہ اسکی زر خیزی پر۔  
 بھرون نے اپنی عمدہ زمینیں فروخت کر ڈالی ہیں اور ان کے عوض میں  
 اہل برطانیہ سے زر نقد لے لیا ہے۔ پر پٹور یا مین جو گورنمنٹ ڈپوٹ آفس کا  
 دفتر سرکاری ہے اس کے اعداد سے قیمت آراضی حسب ذیل پائی جاتی ہے

### قیمت

قیمت آراضی ملوکہ بھوران	۳۳ فیصدی
قیمت آراضی ملوکہ انگریزان	۴۷

۱۰۰

پس ڈپوٹ آفس کے اعداد سے جو نتیجہ حاصل ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ٹرانسوال  
 میں وہ آراضی چھتر صد بھور قابض ہیں ان کی قیمت اہل دنیا کے نزدیک  
 (بیس لاکھ پونڈ) ہوتی تھی (حالانکہ آج اگر اوسمیں وہ زمینیں بھی شامل کر دی جائیں  
 جو اہل برطانیہ کے قبضہ میں نہیں تو ان کی قیمت ایک کروڑ پونڈ ہوتی ہے  
 ان اعداد میں وہ زمینیں نہیں شامل ہیں جن میں معدن یا شہر آباد ہیں۔

### آبادی

اُزرو کے کاغذات سرکاری ٹرانسوال کی آبادی حسب ذیل ہے۔

۴۶۰۰۰

پور

اہل برطانیہ اور دوسری گوری قومیں ۱۶۹۰۰۰

ہمارے نزدیک بورن کا تخمینہ بہت واجب ہے۔ مگر اہل برطانیہ اور دوسری  
گوری قوموں کا غلط ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تخمینہ ذیل زیادہ صحیح ہے۔

۱۰۰۰۰۰

اہل برطانیہ اور دوسری گوری قومین

۱۰۰۰۰

بور

۱۴۰۰۰

اگر گورنمنٹ بور کے اعداد صحیح مان لئے جائیں تو جو گوری قومین پر ان سوال  
بین بین اون کی تعداد بلحاظ فیصدی حسب ذیل ہوتی ہے۔

۴۳ فیصدی

اہل برطانیہ و دیگر اقوام

۲۶ - "

بور

۱۰۰

منجملہ ۴۳ فیصدی متذکرہ بالا پورے ۸۰ فیصدی خاص برطانیہ و دیگر

ہین +

ملک برطانوی حسین گوری قومین باہر سے آکر یہی ہین اوس کی آبادی کا  
تناسب قومی لطف سے خالی نہ ہوگا۔ پس اعداد ذیل قابل ملاحظہ ہین۔

۴۷۲۵۵ فیصدی

اہل برطانیہ

۶۲۳۹

جرمنی

۵۵۴۷

ایشیاء (دیہودی)



## خرج

اخراجات عام جس سے بور اور اہل برطانیہ  
دونوں بھرہ مند ہوتے ہیں۔

اخراجات خاص جو صرف بور و متعلق ہیں۔

جملہ خرج

ان اعداد پر دو سے طور پر نظر ڈالنے سے نتیجہ ذیل حاصل ہوتا ہے۔

دادنی سے لے کر  
یافتنی سے لے کر  
تفاوت سے لے کر  
بور سے لے کر  
بور سے لے کر  
بور سے لے کر

اہل برطانیہ سے لے کر  
بور سے لے کر  
بور سے لے کر

یہ اعداد خیالی معلوم ہوتے ہیں اور عجائبات چین کو مات کرنے والے  
ہیں با این ہمہ وہ بالکل صحیح ہیں۔

یہ بات بہت اچھی طرح قیاس میں آسکتی ہے کہ اس فرق عظیم نے جو دونوں  
فرتون کی حالتوں میں تھا بڑی بیداری پیدا کر دی۔ غیر ملکیوں پر جو محصول لگائے  
گئے تھے ان میں برابر ترقی ہوتی رہی۔ ہر شے کے لئے اختیارات

کٹی لے لئے گئے تھے جن سے اون کی اصلی قیمت بڑھ گئی تھی اور اون سے  
 بوٹونوں اور اون کی دوستوں کو نفع عظیم حاصل ہوتا تھا۔ بعض معدن بند کر دئے  
 گئے جن کا قدر دانی قسم کا تھا کیونکہ اون کے برآمد کرنے میں خراج بہت پڑتا  
 تھا۔ مگر جن معدنوں میں کام جاری رہا وہ ایسے ذخیرہ تھے کہ باوجود ان سب اخراجات  
 کے اون سے نفع کثیر حاصل ہوتا رہا۔ ان معدنیات کی سالانہ پیداوار کا اندازہ  
 حسب تحریر مسٹر کبل ساڑھے سترہ ملین پونڈ ہوتا ہے یعنی  $17,000,000$  کڑور پونڈ  
 یہ پیداوار دنیا کی تاریخ میں بے مثال ہے اور اسی کی تمام اہالیان افسیقہ  
 جنوبی کی بسر اوقات ہے۔ اس کارخانہ کو اوٹھا دو تو افریقہ میں ابھی خاک  
 اڑنے لگتی ہے۔ رینڈے ایک نہر طلاء جاری ہے جو ہر مہینہ میں  $1,000,000$   
 ساورن (نام سکھ طلاء) ہبا کر لاتی ہے اور افریقہ کے باشندوں اور تجارتی  
 کارخانوں کو سیراب کرتی ہے۔ اسی سے تقریباً جملہ ریلوں کا جو افسریقہ  
 جنوبی میں جاری ہیں سو دیا جاتا ہے اور کپ کا لونڈی و آئرن فری اسٹیل  
 و نیٹال و پرتوریا کی گورنمنٹ کا خرچ بھی اسی سے ادا کیا جاتا ہے۔ اس باعظیم  
 کو جو لوگ اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہیں وہ اہل برطانیہ سے ہیں۔ جو  
 جو مانس برگ میں رہتے ہیں اور اون کی جمیعت بہت قلیل ہے یعنی سب  
 ملا کر تقریباً  $1,000,000$  آدمی ہونگے جو اولی انگریزی شہروں کی آبادی سے بھی  
 کم ہے اور باوجود ان کارکنان ریلوں اور معدنوں کے جن میں وہ سرگرم ہیں اور جو



قائدہ عظیمہ وہ انگریزی زبان پونے والی قوم کو پہونچا رہے ہیں فرقہ اہل برطانیہ سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو ان سے بڑا کس میرس حالت میں پڑا ہو یا جس سے اونکے ملک مادری کو اس درجہ غفلت ہو۔ اونکے حقوق اونکے ہتیار اور اونکی آزادی ان سب اون سے چین کی گئین اور انگلستان نے جو ظاہر اون کی طرف سے دست اندازی کی وہ ایسی تھی کہ اونکی حالت پر نو خوانی کر کے اون کو اور بھی خفیت کیا۔

جس وقت بڑا سوال کی حکومت پاک نفس اور ایسا نڈر لوگوں کے ہاتھ میں ہوگی اور جس وقت وہ ان کی بڑی بڑی تجارتیں نمایاں ہونگی جو اس وقت پوشیدہ ہیں اور انکو فروغ حاصل ہوگا۔ وہ ان کی زمین اور آب و ہوا نہایت ہی عمدہ ہے اور جس وقت ملک آباد ہو جائیگا۔ اور ایک دن ایسا ضرور آئیگا۔ تو اس ملک کا غلہ اونکے لئے کافی ہوگا بلکہ کمانیکی چیزیں اس افراط کے ساتھ ہونگی کہ ضرورتوں سے بچکر باہر بھی بھیجی جائیگی۔

بجز ہند کے جہاز و خانی میں جو کونکہ صرف ہوتا ہے وہ سب اسی ملک سے حاصل ہو سکیگا اور افریقہ جنوبی کی جو آئندہ ترقی ہونے والی ہے اونکے تمام کارخانوں کی سرپرستی اسی ملک سے ہوگی۔ خواہ وہ کارخانے لوہے چمڑے یا غائباروئی کے ہوں مگر لوہے کے تو ضرور ہی ہونگے۔ بڑا سوال دنیا کو اعلیٰ درجہ کے زرخیز حصوں میں سے ہے وہ ان صرف ایک چیز یعنی عمدہ

حکومت کی ضرورت ہے جو بورون اور انگریزوں دونوں کے حق میں مفید ہوگی۔  
 اس حکومت کے لئے فرشتے نہیں درکار ہیں۔ بلکہ وہ ایسی ہو فی چاہیے  
 جیسی کہ اس زمانہ میں گورے لوگوں کی سیدھی سادھی حکومت گورے لوگوں  
 پر ہوا کرتی ہے۔ جہاں سب لوگ پابند قانون ہوا کرتے ہیں اور مساوی حقوق  
 رکھتے ہیں۔ بس اس کے سوا اور کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ مٹ کر دگر کرنے اہل بطن  
 کی آمد کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ مگر اس سے کیا ہوتا ہے اب بھی لاکھوں آدمی  
 خوش خوش وہاں آکر آباد ہوتے ہیں؟



# بانیخیم

## حالات از ابتداء واپسی ملک تان زمان حملہ جیمسن

پہلے باب میں جو اعداد و وجہ کے گئے ہیں وہ اُس زمانہ کے متعلق ہیں جو بورون کو ٹرانسوال واپس لےنے کے بعد گزرا ہے۔ ابتداء میں حالات حسب دستور سابق رہے بجز اسکے کہ جو مزارعین گورنمنٹ انگریزی کے خیر خواہ تھے وہ اس امر کے شاکس تھے کہ بغیر پوچھے گچھے ہلوگ بورون کے حوالہ کر دئے گئے اور جو قوانین کہ خاص اوس ملک کی تھیں اور جنگو بورون سے ویسی ہی نفرت ہے جیسی کہ بورون کو اہل برطانیہ سے اون میں بڑی ہل چل پڑی ہوئی تھی۔ اور وہ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ شکست اٹھانے کے بعد جو ملک واپس کر دیا گیا ہے تو یہ کمزوری کی دلیل ہے۔ ڈیوک۔ آف۔ آرگایل جو اوس زمانہ میں مجلس وزراء نے انگلستان کے ایک رکن تھے اونھوں نے ابھی حال میں باعلان اس امر کو بیان کیا ہے کہ مسٹر کلیڈ اسٹون کی یہ بحث تھی کہ در حالیکہ قبل از جنگ کوہ مجو با صلح کا پیام دیا جا چکا تھا تو اب اگر صرف انتقام لینے کے لئے جنگ جاری رکھی جائے تو دولت برطانیہ جو قوی تر دولت ہے

اوس کے ذمہ خوزیری کا الزام عاید ہوتا تھا۔ ایسے خیالات خدا ترسی کی طرف منسوب ہو سکتے ہیں نہ سیاست مدن کی جانب کیونکہ اوسکا انجام یہ ہوا کہ جس قدر خوزیری مین اوسوقت یہ قضیہ طے ہو جاتا اب اوس سے بیس حصہ زیادہ خوزیری کی نوبت آئی۔

ٹرانسوال مین جو بورون کو کامیابی ہوئی اوس سے فری اسٹیٹ اور کیپ کالونی مین جو اون کے عزیز اور ہم قوم تھے اونکے دلون مین بھی نئی نئی اسنگین اور انسیدین پیدا ہو گئیں۔ دولت برطانیہ کا یہ خیال تھا کہ جتنی ریاستیں ہیں وہ سب زیر حکومت و حفاظت برطانیہ رہیں مگر اوسوقت افریقہ جنوبی مین جو اہالیان ڈچ تھے اونکے دماغ مین یہ خیال پھر دوبارہ پیدا ہوا کہ بحر ہند سے لیکر بحر اٹلانٹک تک ڈچون کی ایک ریاست جمہوری قائم کی جائے اور اٹلانٹک تک پہونچ کر ریاست اہل جرمنی سے الحاق کر لیا جائے تاکہ اہل برطانیہ کی جو آبادیاں جنوب مین واقع ہیں اون کا سلسلہ قطع ہو جائے اور آخر مین۔ آئینج فری اسٹیٹ اور اون نوآباد بورون کو جو کیپ کالونی مین باقی رہ گئے تھے ہموار کر کے اہالیان ڈچ کی ایک عظیم الشان حکومت قائم کر لین کہ وہ تمامی افریقہ جنوبی پر حکمران رہے۔ اب ایک گروہ قائم کیا گیا جو اہالیان افریقہ کے نام سے مشہور ہوا اوس کا مدعا یہ تھا کہ تحریک اور تدبیر سے افریقہ اور انگلستان مین اس خیال کو ترقی دین اُسکا حریت ایک

دوسرا گروہ پیدا ہوا اور وہ جماعتِ افریقہ جنوبی کے نام سے موسوم ہوا۔  
 اس کا منشاء یہ تھا کہ اہلِ برطانیہ کی حمایت کی جائے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں  
 کہ اہلِ برطانیہ اور بورون میں باہمی بخشش زیادہ تر ان ہی دونوں حریف  
 گروہوں کی شورش انگیز اور مخالفانہ تحریروں سے پیدا ہوئیں۔

جب بورون کو طر اسوال واپس کر دیا گیا تو یہ مضمون پیش آیا۔ جاہلِ نسیم  
 شاید مزارعین نے یہ خیال کیا کہ اہلِ برطانیہ نے ڈر اور دیکر ایسا کیا اور  
 اور ایک حد تک اون کا یہ خیال صحیح بھی تھا کیونکہ گورنمنٹ برطانیہ کو ضرر یہ  
 خوف پیدا ہوا تھا کہ اگر جنگ برپا ہی تو ڈچ لوگوں کی اُن نئی آبادیوں میں  
 جو افریقہ جنوبی کی اور ریاستوں میں ہیں کہیں عام طور پر عذر نہ ہو جائے  
 مگر بورون سے یہ بڑی نادانی ہوئی کہ انہوں نے اس خوف کو کبھی  
 جروت اور کئی سپاہ کے سر تھوپا حالانکہ ہمہ ردی انسانی خوف کی وجہ تھی  
 اور گورنمنٹ برطانیہ یہ چاہتی تھی کہ بورون کو اتفاقاتِ امیر طریقہ کے ساتھ  
 اپنا دوست بنائے مگر بورشہ فتحمدی میں محصور تھے اور انہوں نے یہ  
 سوچا کہ ہم پر خدا کی رحمت ہے اور ہم ہر طرح انگریزوں سے اعلیٰ اور افضل ہیں  
 اور ان کے ساتھ فوراً وہ پرتاؤ شروع کر دیا جو کسی قوم مغلوب کے ساتھ کیا جاتا ہے  
 جو ڈچ اور انگریز وہاں آباد اور ان کے شریک حال تھے اور ان میں سے اکثر ان  
 کی اب یہ حالت پہنچی کہ طر اسوال میں اون کا بہت ناوشوار ہو گیا اور وہ اپنی

۱ اپنی کاشتین جس قیمت پر فروخت ہو سکیں فروخت کر کے راہی ہوئے۔  
 ۱۸۸۴ء سے پہلے جتنے لوگ ٹرانسوال میں آباد تھے ان کے حقوق مساوی  
 تھے اور قبل اسکے کہ عہد نامہ لندن پر دستخط کئے جائیں مسٹر کروگر نے (جو اوقفت  
 جو لندن میں موجود تھے) حلف کیا تھا کہ یہ صورت ہمیشہ قائم رہے گی۔  
 کانفرس (جلسہ) میں جو الفاظ ان کے منہ سے نکلے تھے وہ یہ ہیں۔  
 ”تمام غیر ملکی اشخاص کو اس وقت برگران ٹرانسوال کے مقابلہ میں مساوی حقوق حاصل  
 ہوں اور ہمیشہ رہیں گے۔“

عہد نامہ ۱۸۸۴ء کے اس فقرہ میں جس کا میں حوالہ دے چکا ہوں اس اقرار  
 کی تصدیق کی گئی ہے مگر حقیقت بھروسہ کو خود مختاری حاصل ہوئی مگر انہوں نے  
 قوانین میں ترمیم شروع کی اور غیر ملکیتوں کے حقوق کے پرکٹروئے۔ ابتدا میں  
 کچھ اُس کا زیادہ اثر نہ ہوا کیونکہ غیر ملکیتوں میں سے اکثر دن نے ملک کو خیر باد کہہ  
 سنایا تھا۔ رفتہ رفتہ یہ معلوم ہوا کہ ٹرانسوال کی مالی حالت بہتر ہو گیا چاہتی  
 ہے جیسی کہ قبل استراعیات ۱۸۸۵ء میں تھی۔ چونکہ بورون کے نزدیک  
 عکس دینے سے بہتر کوئی اور چیز نہیں ہے اسلئے ملک کی آمدنی میں سے کچھ بھی  
 باقی نہ تھا۔ اور انتظام ریاست کی کشتی بمشکل چل رہی تھی۔ مگر دفعتاً ہوا پٹی اور باورماد  
 کے چھوٹے آئے لگے ۱۸۸۵ء کے قبل یہ ظاہر ہو چکا تھا کہ وہاں سونیکس  
 کان ہے۔ پہلے جو سونا برآمد ہوا اس کی مقدار قلیل تھی مگر بعد کو معلوم ہوا کہ یہ سونا

سطح زمین کے نیچے بکثرت موجود ہے۔ اس تغیر کا جواز ملک پر پڑا اوسکو  
 مسٹر میگرڈ نے یون بیان کیا ہے کہ کتاب جنگ بوزطبع جدید ۱۹۹۹ء ملاحظہ طلب  
 ہے) چند سال کے بعد ایسا واقعہ پیش آیا جو افریقہ جنوبی مین انقلاب عظیم  
 پیدا کر نیا لاتھا۔ یعنی وٹ واٹرس ریڈ مین معدن ہائے طلا کا ظاہر ہونا جو زرخیز  
 اور ثبات مین دنیا کے بہترین معدن مین سے ہیں۔ ان کے ظاہر ہونے  
 کے ساتھ ہی ہزار ہا آدمی ٹوٹ پڑے جن مین زیادہ تر قوم اینگلو سیکسن کے  
 لوگ تھے اور اُس میدان مین جہاں مین نے پچشم خود صحرائی جانور و نکو پھرتے  
 دیکھا ہے دفعتاً شہر جو ہائس برگ آباد ہو گیا۔ اور اوس مین ہر قلم و دیار سے  
 مختلف فرقہ کے لوگ یعنی کمپنی قائم کرنے والے کان کھودنیوالے تاجر اور مرد  
 آکر آباد ہو گئے۔ کم سے کم ابتدائین طرائق سوال پر اس کا ویسا ہی اثر پڑا جیسا کہ  
 سوکھے و ہانون پر کثرت بارش سے ہوتا ہے اس وقت ملک کی یہ حالت پہنچی  
 تھی کہ غریب اوسکا دیوالا نکلا چاہتا تھا مگر اب ایسا معلوم ہوا کہ کسی نے سحر  
 کر دیا اوس کے خزانہ روپیہ سے بھرنے لگے بور دن کی ایک عادت یہ بھی  
 ہے کہ اوکو ٹیکس دینے سے نفرت ہے۔ دنیوی آسودگی کی نسبت اونکا ایک  
 یہ خیال ہے کہ ہکو اوسی جگہ رہنے سے یہ راحت حاصل ہوگی جہاں مصارف  
 انتظامی کسی دوسرے شخص کے ذمہ ہوں یہ صورت تو میری دانست مین ہوا  
 مملکت مناکو کے روئے زمین پر کسی شایستہ قوم مین نہ پائی جائے گی معیولاً

یہ صورتیں نہ کسی قوم و قبیلہ کو حاصل ہوتی ہیں نہ بالذات اور لوگوں کو۔ مگر ریاست  
 جمہوری اور قلمہ جنوبی کے خوش قسمت باشندہ و مکویہ دن نصیب ہوئے  
 ایک مدت دراز تک وہ لوگ عیش و آرام کے ساتھ اپنے اپنے کہیتوں  
 میں زندگی بسر کرتے رہے۔ اور یہ چارے جو ہانس برگ کے رہنے والے حضرت  
 الارض کی طرح ریٹڈ مین کوہ کنی کرتے اور اونکو رقم کثیر نفٹ پہنچاتے رہے  
 اوسکے بعد اعترافوں کا دروازہ کھل گیا جیسا کہ ایسی حالت میں ہوا کرتا ہے۔  
 یوٹ لینڈ اس یعنی غیر ملکیوں شریط عہد نامہ یاد تھے اور یہ بھی یاد تھا کہ وہ زمانہ  
 اور بہت سبب عہد نامہ مذکور تحریر ہوا تھا مگر اوسکی پابندی چلی جاتی ہے۔ پس  
 اونہوں نے اشارۃً یہ خواہش ظاہر کی کہ ہم لوگوں کو کبھی حقوق برگر عطا کئے جائیں

### یادداشت مصنف

ہو خود مطالبہ کرتے۔ مگر دوسروں پر متعرض ہوئے تھے اونہوں نے  
 یہ خیال کیا کہ اگر ہم یوٹ لینڈ رس کی نسبت رائے دینگے تو اونکی تعداد اصل  
 انتخاب کرنے والوں سے جلد بڑھائیگی۔ اوس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ باڑیکس  
 از سر نو سب پر تقسیم کیا جائیگا۔ اختیارات جو لوگوں کو حاصل تھے وہ اون سے  
 لئے جائینگے خرابیوں کی اصلاح کی جائیگی۔ اصلی باشندگان ملک  
 کے ساتھ انصاف نہ برتاؤ ہوگا۔ عدالتوں کا قطعی نظام کیا جائیگا۔ مختصر یہ ہے



کہ وہ سب سامان اوسکے پیش نظر ہو گا۔ جن سے اونکو نفرت کئی تھی اور جسکو وہ حکومت انیکلو پیکسن کا پیش خیمہ جانتے تھے۔

ان باتوں کے علاوہ اونکو یہ بھی اندیشہ تھا کہ سلطنت انگلشیہ کا پہرہ پہرہ پورے ومان اوڑنے لگے گا اس لئے قانون وضع ہونے لگا اور رفتہ رفتہ پورے ملک سے وہ ب حقوق لینے لگے جو ہمیشہ باشندگان مائسوال اونکو حاصل تھے اخباروں تقریروں کی آزادی اور عام جلسوں کے حقوق سب سلب کر لئے گئے اس میں شک نہیں اگر حکومت برطانیہ اوس وقت استقلال سے کام لیتی اور بورون کی اون بجا خواہشوں کا سرکل دیتی تو آج یہ رو رس پاہ دیکھنا نہ نصیب ہوتا۔ مگر حکومت برطانیہ بہت دیر میں چونکئی ہے خاصکر اوس وقت جبکہ نتیجہ صریحاً دل پسند خلاقی نہیں ہوتا۔

اب روز بروز سال بہ سال یہ تنقص بڑھتا گیا اور یوٹ لینڈرس کے دونوں مین یہ خیال پیدا ہوا کہ جب قدر ہم دولت پیدا کرتے ہیں اوس کا جزر اعظم بورون مین صرف ہوتا ہے اور ملک کے اخراجات کے لئے وہ کچھ بھی نہیں دیتے بلکہ جب قدر اختیارات ہیں وہ سب انہیں کے ہاتھ میں ہیں۔ ہر سال ایک جدید قانون وضع کیا جاتا تھا یہاں تک کہ غریب ملک کے واسطے کسی ملکی حق کا ملنا غیر ممکن ہو گیا تھا۔ مگر بعد اسے طلاؤ کی حرص ایسی دل آویز تھی کہ ملک میں ہزار ہا بندگان خدا کی سیل آ رہی تھی اولوگ قرب و حصار جو ہائس برگ مین بستے چلو

جاتے تھے۔ جنگ موجودہ کے قبل جو طلا برآمد ہوتا تھا اوس کی مقدار اگر  
 بلحاظ مالیت شمار کی جائے تو (لکھ پونڈ) ہوتی ہے یہ مقدار ساری دنیا کی  
 پیداوار کے مقابلہ میں ایک ثلث سے زیادہ ہے منجملہ اس دولت کے  
 (لکھ پونڈ) سے زیادہ خزانہ عامہ میں داخل ہوتا تھا۔ اور وہ ان کی آبادی کے  
 لحاظ سے خزانہ مذکور کا شمار دنیا کے خزانہ میں ہونے لگا تھا مگر دولت کے  
 پیدا کرنے والوں کا کوئی احسان نہیں مانا جاتا تھا ان کی ذلتیں ہوتی تھیں۔ اون پر  
 مضحکہ ہوتا تھا۔ بعض اوقات سخت ظلم و ستم توڑے جاتے تھے اور ہمیشہ  
 ناجائز قوانین سے وہ دبائے جاتے تھے۔ اہل یورپ سے جو شخص ٹرانس  
 میں تھا۔ خواہ وہ انگریز ہو یا جرمنی حتیٰ کہ اہل بالینڈ بھی جو اس دولت کے پیدا کرنے میں  
 مصروف تھے گورے چمڑے والے غلام سمجھے جاتے تھے بلکہ اسی نام سے  
 پکارے جاتے تھے حصول دولت کے ساتھ ہورن کے حوصلوں  
 نے بھی پائون پھیلائے اور اوہنوں نے اپنے نزدیک سمجھ لیا کہ جس  
 امر کا انکو مدت سے خیال تھا اب اوس کا وقت آگیا ہے یعنی مالیانِ طبع کی  
 ایک ایسی زبردست اور مستحکم ریاست جمہوری قائم ہو کہ تمام افریقہ جنوبی میں  
 اوسکی دھاک بیٹھ جائے اور اوسکے سامنے حکومت برطانیہ بالکل پست نظر آئے  
 ماہ دسمبر ۱۹۹۵ء میں سب باتوں کی انتہا ہو گئی کچھ دنوں تک جو ہانس  
 برگ میں وہ لوگ جو اصلاح کے خواہان تھے طرفان اٹھاتے رہے۔ اور منظر

نے جلسے کے زولیشن پاس ہوئے اور ان میں اپنا تمام دکھڑا روئے۔  
 کپ ٹاون اور لندن کو عرصہ شش تین پہنچیں اور عہد ناموں کے بعض شرائط پر  
 ناخوشی ظاہر کی اور اس امر کی استدعا کی کہ حکومت مذکورہ در انداز ہو اور انھیں  
 داد ملے۔ علاوہ اسکے جو جو املا حین مطلوب تھیں ان کی ایک یادداشت  
 تیار کی گئی۔ اور یہ قرار پایا کہ ۶ جنوری ۱۸۹۷ء کو ایک جلسہ عام کیا جائے اور  
 اس کے ذریعہ سے یادداشت پارلیمنٹ ٹرانسوال میں پیش کی جائے۔ اگر پور  
 انھیں باقاعدہ تدبیروں پر اتفاق کرتے تو کچھ ہرج نہ تھا۔ اور غالباً انہیں  
 کچھ داد بھی مل جاتی کیونکہ نہ صرف حکومت برطانیہ کی تو چھ اس باب میں مل ہو چکی  
 تھی بلکہ خود ٹرانسوال میں ایک ایسا گروہ تھا جو پرنسڈنٹ کی طرز رفتار کے خلاف  
 تھا۔ مگر اصلاح کرنیوالوں کے پیشوائیوں نے ان باتقاعدہ طریقوں پر حکومت  
 نہ کیا۔ بلکہ ایک ساعت مخوس میں دوسری قوموں سے امداد کے طالب  
 ہوئے۔

یہ وہ زمانہ ہے جبکہ صوبہ روڈیسیہ حکومت برطانیہ کی ریاست ہائے محفوظہ  
 میں داخل ہو چکا تھا مگر ایک کمپنی بہ اختیار است فرمان شاہی اوسپر حکمران تھی۔  
 اب تک یہاں ایک سادہ مزاج غیر جنگجو قوم حبشی جو مشونو کھلاتی تھی متفرق طور  
 پر آباد تھی۔ یہ صوبہ ایک وسیع ملک کا ہے جس کا سلسلہ دریائے زمبزی  
 ملک چلا گیا ہے سٹر روڈس جو کپ کالونی کے وزیر اعظم تھے اور خیالات

شاہانہ رکھتے تھے اور جن کی تمام عمر بھی ایک آرزو رہی اور اب بھی ہے کل  
 ازرقبہ حکومت برطانیہ کے زیر نگین ہو جائے اونہوں نے اس صوبہ کو حکومت  
 برطانیہ کی حفاظت میں لیلیا تھا اور اس کا خاص ناظم ایک شخص ڈاکٹر جیمسن تھا جس کا نام  
 پانچ سال سے تمام عالم میں مشہور ہو رہا ہے مسٹر روڈس نے نہ صرف کیمپ کا لوئی  
 کے وزیر اعظم اور روڈس یہ کہ (جو ان کے نام سے مشہور ہوا ہے)  
 حاکم تھے۔ بلکہ معدن ہائے الماس واقع کیمبرلی کے مالکان خاص میں سے تھے  
 یہ وہ معدن ہیں جنہیں سے سال پچھتر سات کڑور پونڈ کا الماس برآمد ہوا تھا  
 علاوہ اسکے معدن ہائے طلا واقع جو ہانس برگ کے بڑے حصہ داروں میں سے  
 تھے۔ جب ۱۹۰۴ء میں ڈاکٹر جیمسن جو ہانس برگ گئے تو وہ ان کے پیشوایان اصلاح  
 پسند نے اپنی تمام تکلیفیں اور شکایتیں ان سے بیان کیں۔ اور ان کو یہ باور کرایا  
 کہ جو ہانس برگ کی رعایا میں ایسی برہمی پھیلی ہوئی ہے کہ بورگورنمنٹ کے خلاف  
 آج کل میں بغاوت ہو چاہتی ہے۔ اس بغاوت سے یہ نہیں پایا جاتا کہ ریاست  
 جمہوری کی بربادی مقصود تھی۔ اصلاح کرنیوالوں کی یہ خواہش تھی کہ طرز  
 حکومت جمہوری میں فرق نہ آئے۔ مگر وہ یہ چاہتے تھے کہ بورون کو جو حقوق  
 حاصل ہیں وہ انہیں بھی حاصل ہوں۔ ڈاکٹر جیمسن سے یہ امر طے ہو چکا تھا  
 کہ اگر بغاوت ہوئی اور اہل یورپ کو (جو ہانس برگ میں آباد ہیں) خوف  
 و خطر پیدا ہو تو انہیں ہزار بارہ سو پونس سوارس کراؤنگی مدد کو روانہ ہوگا۔ اس میں

شک نہیں کہ اس خصوص میں ایک تحریر لکھی جا چکی تھی اور اوس پر دستخط بھی  
 ہو گئے تھے گو تاریخ کی جگہ اوس میں خالی رکھی گئی تھی۔ یہ تحریر جو ہانس برگ  
 کے پیشواؤں کی جانب سے تھی اور اوس کا مضمون یہ تھا کہ ”جیمسن“ اپنے ہم وطنوں  
 کی آکر امداد کریں جیمسن یہ تحریر لیکر اپنے ملک کو واپس آئے اور وہاں آکر سیفنگ  
 میں جو دونوں ریاستوں کے سرحد پر واقع ہے وہاں نے پولس جمع کرنا شروع  
 کر دیا یہ مقام جو ہانس برگ سے بہت ہی قریب ہے اور (۸۰ میل کے فاصلے  
 پر ہے جیمسن اپنے سردار مسٹر روڈس سے ہمیشہ خط و کتابت رکھتا تھا مسٹر روڈس  
 نے بھی اس عزم کو منظور کر لیا تھا۔ اور ان دونوں میں ہمیشہ خطوں اور زاریوں  
 کا تبادلہ ہوا کرتا تھا تاہم باشندگان جو ہانس برگ کی یہ حالت تھی کہ وہ خفیہ طور  
 پر تو پمپن اور بندہ وقین منگوار ہے تھے اور جون جون وقت قریب آتا تھا  
 وہ مختلف وجوہ سے یہ نتیجہ نکالتے تھے کہ اب بغاوت نہ ہوگی۔ پہلی وجہ  
 یہ تھی کہ وہ آپس میں یکدل نہ تھے اور دوسری وجہ یہ تھی کہ جوہل چل اور بیدلی  
 جو ہانس برگ میں پھیلی ہوئی تھی۔ اوس سے پریزنٹ کروگر پر خوف طاری  
 ہوا اور ان کے افعال سے یہ پایا جاتا تھا کہ وہ اب دب گئے اور ٹینڈرس  
 کے ساتھ رعایت کرنے پر آمادہ ہیں اس سبب سے وسط ماہ دسمبر میں ایک راز  
 دار قاصد جیمسن کے پاس بھیجا گیا اور اس کے ذریعہ سے ان کو اطلاع دی گئی کہ  
 اب آپ آئیں گا قصہ نہ کریں۔ معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر روڈس نے بھی اسی قسم کی ہمت

کی تھی مگر جیسن نے اس معجم کا مصمم ارادہ کر لیا تھا سب سے بڑی وجہ جس سے اس کو  
توقف کرنا چاہیے تھا یہ تھی کہ تعداد معینہ کے موافق ابھی آدھے لوگ بھی جمع نہ ہوئے  
پائے تھے اس پر بھی وہ اپنے عزم میں ثابت قدم تھا۔ اوس نے تارکات وے  
تاکہ اوس تک احکام نہ پہنچ سکین اور ۲۹ ڈسمبر کو ٹھہرنا (۱۸۰) آدمی ہمارا میک  
سر حد میٹنگ سے اسے عبور کیا اور مارا مار جو ہانس برگ پہنچا۔ اوس کا یہ  
خیال تھا کہ بورون کی جانب سے کوئی مزاحمت نہوگی مگر یہ سراسر اوس کی غلطی تھی  
یہاں جو کچھ ہوتا تھا پرینڈلٹ کر دو کر کو اس کی خبر پہنچ جاتی تھی۔ اس لئے  
جستہ دربور کسان ممکن ہو سکے اسے فوراً انکو جمع کیا اور جیسن کی جماعت کو کرڈرگر  
ڈرپ مین آکر دکایا ایک چھوٹا سا شہر جو ہانس برگ سے تقریباً (۱۵) میل  
کے فاصلہ پر ہے بورون کو نہ صرف مقام کے لحاظ سے فوقیت حاصل تھی  
بلکہ اون کی تعداد حملہ آور گروہ کے مقابلہ میں بہت زیادہ تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ  
جنگ کے اختتام کے بعد جو دوپہر سے برپا تھی اور وہ سہری صبح تک رہی جیسن اور  
اوس کے آدمیوں نے ہتھیار ڈال دیے اور سب کے سب اسیر کر کے پریٹوریا بھیج دیے  
گئے ۲ جنوری ۱۹۰۷ء

اس نامزد حملہ نے جو دراصل مصلحان جو ہانس برگ کی تحریک سے ہوا تھا ہر چیز  
کو تہ و بالا کر دیا۔ یوٹیلینڈ رس جو اب تک حق پر تھے وہ جاؤ انصاف کے بالکل مخوف  
ہو گئے۔ اور جیسن اور اوس کے ہمراہیوں کی نسبت اس کے سوا اور کیا خیال کیا

جانتا تھا کہ وہ قزاق اور واجب القتل ہیں۔ ہم اون کی مردانگی اور جرات کی بیشک تعریف کرینگے مگر ساتھ ہی اس کے یہ بھی کہینگے کہ اونکا یہ فعل سراسر حماقت آمیز اور لائق تعزیر تھا۔ پہلے یہ بحث پیش ہوئی کہ حملہ کرنیوالے جو س ہتیار گرفتار ہوئے ہیں کیوں نہ قتل کئے جائیں۔ مگر پھر جب سہرورد اور انہیں ہائی کمشنر کیپ پاڈن سے پریٹوریا کو آئے تو اس قول و قرار کے بعد کہ جیمسن اور اس کے ہمراہ دارن پر حبس خانہ انگلستان میں مقدمہ قائم کیا جائے گا پریزنٹ کر دینے کی پوری کوشش ہوئی کہ اس کے حوالہ کر دیا اور وہ انگلستان بھیج دیے گئے۔ وہاں انہیں مقدمہ قائم ہوا اور انکو سزا سے قید دی گئی حکومت برطانیہ کے جو وعدہ و احماد میں شریک تھے ان کی فوجی سندن مضبوط کر لی گئیں اب گرد گرد کو یہ موقع اچھا ہوتا تھا کہ باشندگان جو انس برگ کی جانب متوجہ ہو۔ ان لوگوں نے اپنے ہتیار دئے تھے اسلئے اس کے بس میں تھے جوت کہ ہائی کمشنر پریٹوریا میں تھے تو ان کے پاس سٹریچر جیمزلین کا ایک تار اس مضمون کا آیا کہ باشندگان جو انس برگ سے ہتیار لینے کا جو انتظام کیا جائے تو ساتھ ہی اس کے پریزنٹ کر دینے سے یہ بھی وعدہ لیا جائے کہ اونکی شکایتوں کو وہ دفع کر دیں۔ مگر ہائی کمشنر کو جب یہ یقین دلایا گیا کہ مدت دراز سے خفیہ سازشیں ہو رہی ہیں تاکہ حکومت جمہوری کا نام و نشان تک باقی نہ رہے تو وہ پریٹوریا رخصت ہو کر کیپ ٹاؤن کو واپس گئے اور ان لوگوں کے حق میں کچھ نہ کر سکے غالباً

اوہنوں نے یوں خیال کیا ہوگا کہ "خود کردہ راجہ علاج" اس میں کوئی شبہ نہیں  
 کہ اس معاملہ میں سربراہ کی روش بالکل مناسب حال تھی۔ اس امر  
 کا اظہار تمام عالم پر نہایت ہی ضروری تھا کہ ایسے ناجائز حملہ سے گورنمنٹ انگلشیہ  
 کو کوئی سروکار نہیں ہے اس مطلب کو اوہنوں نے بہت اچھی طرح ادا کیا اور  
 مسٹر روڈس کو اپنے عہدہ وزارت اور ڈاکٹر کٹری چارٹرڈ کمپنی، وڈلیہ سے متعلق  
 ہونا پڑا۔ گو مسٹر روڈس کو ملکی معاملات سے مجبوراً قطع تعلق کرنا پڑا۔ مگر اب بھی  
 وہ افریقہ کے سربراہ اور وہ لوگوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ یہ بڑے دولت مند  
 ہیں اور اپنے روپیہ کو اس کوشش میں صرف کیا کرتے ہیں کہ افریقہ میں  
 حکومت برطانیہ روز افزون ترقی کرتی رہے یہ نہیں کی کوششوں کا نتیجہ ہے  
 کہ اس وقت بہت دور تک وسط افریقہ میں ریل پونچھ گئی ہے اور چند سال میں  
 کینٹ سے قاہرہ تک جسکات ہزار میل کا فاصلہ ہے ایک مسلسل لائن ہو گئی  
 اس وقت وہ کمبلے میں محصور ہیں اور دمان تھوڑی سی فوج انگریزی کے ساتھ  
 بورون کی ایک جماعت کثیر سے مقابلہ کر رہے ہیں جو محاصرہ کئے ہوئے ہے۔  
 اب مجھ کو پریٹوریا اور پریٹورینٹ کروگر کی طرف مخاطب ہونا چاہیے جو وقت  
 اہل شہر سے ہتیار لے لئے گئے تو اصلاح کرنیوالی کمیٹی کے سب اربکان جرم  
 بغاوت میں گرفتار کر لئے گئے۔ اور پریٹوریا کے قید خانہ میں بند کئے گئے  
 اس کا سبب وہی خط تھا جو ان لوگوں نے جیمسن کی طلب میں بھیجا تھا



جب پریشوایون کے دستخط تھے۔ یہ خط ایک کنجی اور اوس خفیہ مراسلہ کے ساتھ جو سفرون مین لکھا ہوا تھا جیمسن کے اسباب بدین سے برآمد ہوا تھا۔ چند مہینے قید مین رہنے کے بعد ایک شخص کے سوا سب نے اپنے جرم کا اقبال کر لیا جن چار شخصوں نے خط پر دستخط کئے تھے اونکو سزائے موت دی گئی اور باقی ماندہ مختلف مدتوں کے واسطے قید کئے گئے آخر مین تمام سزائیں تبدیل بہ جرمانہ ہو گئیں جو پیشوا تھے۔ اونپر **۵۵۵** ہزار پونڈ یعنی ڈھائی لاکھ سے زیادہ اور دوسروں پر کم جرمانہ کیا گیا۔ اس ظلم سے ایک لاکھ پچاس ہزار پونڈ جرمانہ کی صورت مین بورون کے خزانہ مین داخل ہو گیا۔



## بائشتم

### از حملہ چھین تا جنگِ حال

اب جنگ کی داستان ختم ہوا چاہتی ہے اور وہ اسباب جن سے اس لڑائی کا آغاز ہوا وہ بھی قریب اتمام ہیں۔ چونکہ گذشتہ چند سال کے واقعات سے کم و بیش تمام لوگ واقف ہیں اسلئے اس مقام پر انکی صراحت نامناسب معلوم ہوتی ہے۔

حملہ چھین کا شروع نتیجہ یہ ہوا کہ روڈیس جو طر ان سوال کی جانب جنرب واقع ہے وہاں کی بہادر اور جنگجو قوم سٹائیل بگر گئی اور ایک وحشتیانہ جنگ کے بعد آخر کار طبع اور مغلوب ہوئی۔

خود طر ان سوال مین بھی یوٹلینڈ رس کی حالت سنبھلنے کے قابل نہ رہی کیونکہ اونہوں نے اپنی حماقت اور نادانی کی وجہ سے بہت برا کوچہ اختیار کیا تھا اونکی وادریسی کا موقع ہاتھ سے جاتا رہا تھا اور جو لوگ کہ اونکے ہمدرد تھے اونکے دل بھی اونکی طرف سے بالکل ٹوٹ گئے تھے۔ مگر شکایتوں کا دفتر کھلا ہوا تھا اور روز بروز اون مین ترقی ہتی۔ نئے نئے قانون جاری ہوتے جاتے

تھے۔ جن سے فقط ظلم تازہ مقصود تھا۔ پورے عہدہ داروں کو عام طور پر برا بھلا کہتے تھے۔ جب کائنات یہ ہوا کہ ایک موقع پر ایک پورے پولیس سپاہی نے ایک انگریز کو گولی مار دی وہ یہ تھی کہ اُس کی بی بی آرام کر رہی تھی اور اُسے سپاہی کو سونے کے کمرہ میں جانے کی ممانعت کی تھی۔ اس ظلم کا کچھ انصاف نہ کیا گیا اب چون چون زمانہ گزرتا گیا اور یہ خبریں طشت از باہم ہوئیں تو اوس وقت انگلستان میں ایک مہم جویش پیدا ہوا کہ ملک کی حرمت اور طر ان سوال میں جموطنوں کی حالت درست کرنے کے خیال سے کچھ نہ کچھ ضرور کرنا چاہیے۔ اب یوٹلینڈرس کی شکایتوں کے گڑے مڑے پہر اکہٹرنے لگے اور ہوم گورنمنٹ اور پارلیمنٹ کیپ ٹون کے درمیان یہ بحثیں چل گئیں۔ اس اثنا میں حملہ جیمسن نے ٹرانسوال میں ایک دوسرا رنگ پیدا کیا۔ پورون نے یہ ٹھان لی کہ یوٹلینڈرس کی ہرگز حمایت نہ کریں گے۔ مگر ڈاکٹر جیمسن کی غضبناک کوششوں نے اوسکے کان کھول دئے کہ اگر وہ لوگ ملک ندین گے تو یوٹلینڈرس انگریزوں سے ملکر جنگ پر آمادہ ہو جائیں گے۔ مگر اس سے اونکو ذرا بھی ہراس نہ ہوا کسی قدر تجربہ سے انہوں نے خیال کر لیا کہ انگریز بڑے بڑول ہیں۔ وہ لڑ نہیں سکتے اوسکے پاس فوج نہیں ہے اور اسوائسکے ولایت کا آزاد فرقہ کبھی لڑنے پر رائے نہ دیگا۔ ذیل کا خط پورون کی جہالت اور حماقت کا آئینہ ہے۔ یہ لڑائی کے تھوڑے دن قبل اخبار لندن ٹائمز میں شائع ہوا تھا۔ اور ضمیمہ کے طور پر

مسٹر رائیڈ باگروڈس نے اسے اپنی کتاب میں درج کیا تھا۔ اب میں اس  
خط کو ادنیٰ رائے کے ساتھ اس مقام پر نقل کرتا ہوں۔

## بور کے منصوبوں پر ایک بور کا خیال

میں ایڈیٹر کے تہیدی تقرار کے ساتھ اس خط کی نقل کرتا ہوں جو اخبار  
ٹائمز ۲۸ اکتوبر ۱۹۹۹ء میں طبع ہوا تھا۔ وہ خط اہل فہم کے مطالعہ کے قابل ہی  
بہت کچھ بلکہ زیادہ تر اس کا حصہ بے سرو پا غلات قیاس باتوں۔ باد ہوائی فقرہ  
اور بالکل لاف زنی سے مملو ہے جسے تعریف اس بات کی ہے کہ نفرت اور  
کراہت کے بد رنگ رنگوں سے اُسے خوب رنگا ہے۔ مگر اس طوفانِ تہذیبی  
سے جو کسی نیم تعلیم یافتہ کیپ ٹچ کی جماعت افریکینڈر ایرشمن ایڈورڈ کا اٹھایا  
ہوا ہے (ایسے واقعات ظاہر ہوتے ہیں کہ جو سچے ہیں اور جنکو دل میں جھگ  
دینا چاہیئے میں خاص کر کے مسئلہ فراہمی غلہ کی نسبت کہتا ہوں اور اس وقت  
جبکہ جنگ چھڑ جائیگی اور غلہ کی ضرورت ہوگی اور نرخ بڑھ جائے گا تو سلطنتِ بری  
کی کیا رفتار ہوگی۔) فقرہ سوم مرسلہ ”پی۔ اس“ ملاحظہ ہو)

میں پراس ایک مرسلہ آیا ہے جس کا عنوان ”بورون کی جہالت ہے“  
اور یہ بہت موزوں ہے کہ تب ایک مشہور و معروف ٹیچ ہیں۔ اور کیپ کا لونی  
کے ڈچ ضلع میں ایک مشہور شہر ہے وہیں کا وہ پتہ دیتے ہیں۔

## خارج ذیل ہے

جناب من۔ آپ نے اپنے اخبار میں اکثر بورن کی جہالت پر مضامین لکھے کہ اپنا دل ٹنڈا کیا ہے۔ ہلوگ ایسے جاہل نہیں جیسے انگریز اخبار نویس یا انگریز دہریہ اور نہ ایسے بیوقوف ہیں جیسے آپ حضرات ہلوگ اپنی حکمت عملی کو خوب جانتے ہیں اور اُس میں فرق نہیں آنے دیتے ہلوگ نہ کسی کے مطیع ہیں اور نہ ہم لوگوں کو کسی کی مخالفت کا خون ہے۔ آپ کی کثیر کنسٹرکٹو جماعت آپ کی قلیل ریڈیکل جماعت کی مٹی میں ہے۔ اور آپ کی ریڈیکل جماعت ہمارے دور اندیش اور بلند نظر ریڈیکلٹ کے قابو میں ہے۔ ہم لوگوں نے اپنی خواہش سے تافیر کی اور ایسا ہی ہوا اور زمینہ می سے لیکر کپ تک ہم لوگ افریقہ پر حکمران ہیں۔ کپ کالونی کے تمام اہل افریقہ مدتوں سے اسی دھن میں تھے کیونکہ اس راز سے ہمیں دونوں خوب واقف ہیں۔

ظُر ان سوال میں طلا کی اصل قیمت کم سے کم دو لاکھ ملین پونڈ ہے اور اس بات سے جھوٹ ہلوگ واقف ہیں اسی طرح شہنشاہ جرمن اور روس بھی واقف ہیں۔ آپ طلا کی قیمت کم سے کم سات سو ملین پونڈ سمجھاتے ہیں۔ مگر جرمن اور فرانس کی یہ خواہش نہیں کہ آپ طلا کے بے شمار ذخیرہ پر قابو ہو جائیں وہ یہ کہہ کر آپ کا دل خوش کرتے ہیں کہ جنوبی افریقہ میں مداخلت نہ کریں گے مگر اس بات سے ہاتھ دھو رکھئے۔ وہ ضرور ایسا کریں گے اور آسانی

اور نہیں اڑائی کا پہلو لجا گیا اور ظاہر و باطن آپ کو جنوبی افریقیہ سے نکال دینے کو  
لے ہمارا ساتھ دیں گے۔

ہم لوگ جانتے ہیں کہ آپ عظیم الشان سلطنتوں کے حملوں کو روکنے  
کے لئے قبل سے کوئی تدبیر نہ کریں گے کیونکہ مخالف یعنی صلح پسند جماعت مصادر  
کی بحث چھیڑ دی گئی اور آپ کے سست مچھول نامہوار پنجس محمود مزدور لوگ  
آپ کی مدد کے لئے عکس نہ دیں گے اور نہ اس کے روادار ہونگے کہ آپ کو کج نیت  
قوم بقا نصیب ہو۔

فلت ہم لوگوں کو یورپ اور امریکہ کے فوجی عہدہ داروں سے معلوم ہو گیا ہے  
کہ آپ کی سلطنت کو اس وجہ سے آزادی ہے کہ آپ بین الصبغ و شکب کا مادہ موجود  
ہے اور اگر ابھی شہنشاہ ولیم روس یا فرانس سے مجائین تو آپ کو صغیر دنیا  
سے نیست و نابود کر دیں وہ جب مجائین آپ کو اتنے فاقے دیں کہ آپ مغلوب  
ہو جائیں اور خود بخود آپ اپنے کو اونس کے حوالہ کر دیں۔ پہلے امریکہ جو کہے وہ آپ کو  
ماننا ہو۔ وہ غلہ کی آمد کم کر دے تو آپ کے مزدور پیشہ لوگ گران نرخ پر لینے  
کو مجبور ہو جائیں اور آپسین وہ لوٹ پچے اور خانہ جنگیاں ہوں کہ مزدور پیشہ  
سلطنت خیر سے بذریعہ جنگ اعانت طلب کریں کیونکہ انگلستان ویکس اور  
ایرلینڈ کے مزدور نہیں حب الوطنی کا مطلق جوش نہیں۔

ہم جانتے ہیں کہ گذشتہ پچاس برس میں آپ کے ملک کے برنسٹ اور

ملکوں کے بڑی ترقی کی ہے۔ کیونکہ آپ کے یہاں امریکہ و فرانس کی طرح خانہ جنگیان نہیں ہوئیں۔ جن سے آپ کی رگیں مضبوط ہوئیں یا جرات و بہادری میں ولولہ پیدا ہوتا اور اسوجہ سے آپ کے یہاں کے لایق لوگ ولینٹیر فوج میں داخل ہونا پسند نہ کریں گے۔ پھر ایسی حالت میں لامحالہ آپ کو آخر لوگوں کو لڑائی کے لئے بہرتی کرنا ہوگا اور ان میں ایسے لوگ ہونگے جن کے فوادی جسمانی ضعیف۔ عقلی اور اخلاقی قائلین مقصود۔ اور ہرگز اس قابل نہ ہونگے کہ جنگ کے کام آسکیں۔

۵۔ آپ کے جنگی افسر بہت ہی لغو اور فضول ہیں۔ ان کے دماغ عرش پر ہیں وہ کم مشق ہیں اور ان میں اتنی قابلیت نہیں کہ گورے آدمیوں کے ساتھ میدان جنگ میں لڑ سکیں آفریدیوں نے آپ کے ناطقے بند کر دیے اور سو ڈانیوں پر اسلئے آپ نے فتح پائی کہ ان بیچاروں کے پاس ایک بندق تک نہ تھی۔

۶۔ ہم جانتے ہیں کہ آپ کے لوگ جو آپ ہی کی خو گیری کی بھرتی ہیں۔ خلقتاً نحیف و نازک ہیں ان کا جسم مرض عیاشی سے پہلا ہے اور آپ کے سرکاری نقشوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جنگ کی تکلیفیں برداشت نہیں کتے۔

۷۔ عین معلوم ہے کہ تمام برٹش قوم پر زوال آ رہا ہے وہاں پیدائش کا بازار سست ہو چلا ہے آپ کے بچے ضعیف و ناتوان بیمار اور بد شکل پیدا ہوتے ہیں اور آپ کے ملک میں زیادہ تر عورتیں یا ہر قسم کے لوہے لنگڑے

بد قوت ضعیف بیمار اور سودا می ہو کر تھے ہیں یا جنگو مصرع یا سلطان کا عارضہ  
ہوتا ہے اور جن کی آپ دل لگا کے سفاقت اور پرورش کرتے ہیں۔

۷ ہلوگ خوب واقف ہیں کہ دس مین نو حصہ آپ کے تدبیرین سلطنت  
اور اعلیٰ درجہ کے عمدہ دار بھری یا بڑی عوارض کردہ مین مبتلا ہیں جن سے  
اون کی ہمتیں اور ارادے بالکل پست ہو گئے ہیں اور اسوجہ سے جہان تک  
بس چلتا ہے وہ زمرہ داریونکے کاموں سے بہت بہا گئے ہیں۔

۸ ہم لوگ جانتے ہیں کہ آپ کی بھری فوج زیادہ ہے مگر اسکی قوت زبردست  
نہیں اور اس کا تمام جسم نکو امی سے پھوٹ گیا ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ نشانات  
کے کتابوں کی چوریان ہوا کرتی ہیں۔ افسروں پر حملے ہوتے ہیں۔ انجنون کو عموماً  
نقصان پہونچایا جاتا ہے۔ لوگ فرار ہوتے چلے جاتے ہیں اور ان تمام باتوں  
کو آپ کے افسروں کی ہوشیاریان ردک نہیں سکتیں۔

۹ ہلوگ کو خبر ہے کہ آپ کی کسرو دیو گورنمنٹ بالکل ہی دھوکے کی ٹٹی ہی  
اور اسے نہ تو مین انگریزی تو پختانہ کی قوت بالکل کم کر دی۔ ہلوگ یہ بھی  
جانتے ہیں کہ اب اسکا مشار نہیں کہ آپ کی ملیشیا سپاہ کو قواعد سکھائی جائے  
یا جنگی بیڑوں سے لڑائی کا کام لیا جائے یا والنتیرون کو اسباب جنگ کے  
لئے کافی روپیے دئے جائیں تاکہ وہ اچھے نشانہ باز اور مستعد سپاہی ہوں۔  
ہلوگ جانتے ہیں کہ برٹش سپاہی یا جہازی نہ صرف اہل جرمن۔ فرانس اور



اور امریکہ کے نشانوں بازوؤں سے بالکل گھٹے ہوئے ہیں۔ بلکہ جاپانیوں۔  
افریڈیون چلیون۔ پردیون۔ بلجیون اور روسیون کے مقابلہ پر ادنیٰ وجہ  
کے ہیں۔

۱۱۔ ہلوگ جانتے ہیں کہ کسی برٹش گورنمنٹ میں اتنا دم نہیں کہ جنگی یا بحری  
سیاحت پر لوگوں کو مجبور کرے۔ کیونکہ اہل انگلستان زیادہ تر جرمینوں، روسیوں  
اور فرانسیسیوں کے زیر حکومت رہنا پسند کریں گے۔ نسبت اسکے کہ وہ اپنی  
سرکار کی مجبورانہ خدمت کریں۔

۱۲۔ ہم لوگ واقف ہیں کہ ہلوگ انگریزی کتون کے محکوم نہ رہیں گے ہلوگ  
افریقہ سے اونکو نکال باہر کریں گے۔ اور دوسری بہادر قومیں جن میں جنگی خدمتوں  
کی قید ہے اور شجاعان یورپ جکا لوہا مانے ہوئے ہیں وہ آپس میں آپکی  
ریاستوں کا حصہ بخر کر لیں گے۔

کیپ ڈیچ اور بورون کی جہالت کا اب نام نہ لیجئے دیکھئے تھوڑے دنوں  
میں آپ کی حماقت خود ثابت ہوئی جاتی ہے اور آپ کی شہزادی بہت جلد  
شہنشاہ جرمن کی خوشامدین کرینگی کہ آپ لوگوں کو ان مصیبتوں سے نجات  
ملے۔ کیونکہ ابھی آپکی رسوائیوں کا خاتمہ نہیں ہوا ہے۔

تین برس سے کیپ ڈیچ موقع کا منتظر تھا۔ اب خدا خدا کر کے وہ دن آگیا  
اور اب وہ قید اطاعت سے اپنے کو الگ کر لیا۔ اور تین لاکھ شجاعان ڈیچ آپ کو

پیرنسے روند ڈالینگے۔ میں آپ سے اب سچ سچ کہتا ہوں اور اس تحریر سے سچا  
آپ پہنچ کر ہو گیا ہو گا۔

آپ کا وغیرہ۔ پی۔ اس

۱۲ اکتوبر

اس خط سے بورون کے بوش اور نفٹ کا اندازہ معلوم ہو سکتا ہے جنہیں  
خاص انگریزوں کے ساتھ تھی۔ مگر واقعتاً کرمس ۱۹۹۵ء نے کروگر پر  
بہ ظاہر کر دیا کہ ایک بات ایسی آگئی ہے کہ اب سوائے جنگ کے کسی طرح منہ  
اور اس لئے وہ لڑائی پر آمادہ ہو گیا۔ حیرت ہے کہ حملے کے آٹھ مہینے قبل  
ہائی کمشنر لارڈ لاک نے جب پریٹوریا اور جوہانس برگ کی سیر کی تو وہ بورون  
کی عداوت اور یوٹیلٹی ڈس کی میڈلی دیکھ کر نہایت متعجب ہوا اور اس نے سکرٹری  
کا لونی سے یہ خواہش ظاہر کی کہ سیف گنگ مین مسلح فوج رکھنی چاہیے تاکہ ضرورت  
کے وقت باشندگان جوہانس برگ کی حفاظت ہو۔ بس یہی کام ہمیں سے  
ہوا۔ فرق یہ تھا کہ اس نے ذاتی طور پر کیا۔ مگر لارڈ لاک بحیثیت نائب پرنس گورنمنٹ  
ایسا کرتے۔

غالباً کروگر کو اس بات کی اطلاع تھی۔ اور یہ ایک قسم کی تنبیہ تھی کہ اگر کروگر  
اور اس کے بورون نے وہ راہ اختیار کی جو مد نظر ہے تو ایک نہ ایک دن  
باشندگان جوہانس برگ ضرور جنگ پر آمادہ ہو جائیں گے۔

نقشہ ذیل اپنی آپ شہادت دیتا ہے جو سلسلہ شہادت، جمہوری، جنوبی افریقہ  
 (ڈرائنگ) کی سرکاری رپورٹ سے اخذ کیا گیا ہے۔ اخبار ٹروٹھ "مطبوعہ امریکہ"  
 ۱۹۹۹ء عین یہ دوبارہ شائع ہوا تھا۔ اخبار جکا اہبی ذکر کیا گیا۔ بورڈن کا بڑا ہرن  
 اور خیر خواہ ہے۔

۱۹۹۵ء اور ۱۹۹۶ء عین جو دو گنا اور چو گنا خرچ بڑھ گیا۔ اس کا بیان ایسا  
 مطلب خیریت ہے کہ فروگزاشت کرنے کو دل نہیں چاہتا۔

ساز	نوجی	تعمیرات	دہانہ مخصوص	خدمات تفقات	جمع
۱	۲	۳	۴	۵	۶
۱۹۸۹ء	۵۳۵۵۵۳۳	۳۰۰۰۰۰۰	۵۸۰۰۰۰۰	۱۰۰۰۰۰۰	۴۰۵۰۰۰۰
۱۹۹۰ء	۴۳۹۴۴۴۴	۱۳۳۳۳	۵۸۱۴۰	۵۰۰۰۰۰۰	۴۲۹۹۹
۱۹۹۱ء	۴۳۹۰۰۱	۴۹۴۹۴	۵۲۴۸۶	۴۹۴۰۹۴	۱۱۰۹۲۰
۱۹۹۲ء	۵۲۵۰۹۵	۹۳۴۱۰	۴۰۲۰۰	۳۹۱۴۰	۲۹۰۰۰
۱۹۹۳ء	۵۰۰۵۵۹	۱۳۲۱۳۲	۱۴۸۹۸۱	۲۰۰۱۰۴	۱۹۳۳۰
۱۹۹۴ء	۵۲۸۹۲۶	۱۴۳۵۰۴	۰۵۸۵۹	۲۴۰۹۴۲	۲۸۱۵۸

ول۔ جون کے مہینے میں لارڈ لاکس نے پریٹریا کا سفر کیا تھا۔

سہ	نوجی	تعمیر	دائرہ مخصوص	مستحق	جمع
۱	۲	۳	۴	۵	۶
۱۸۵۵ء	۱۸۵۲۳۳	۱۳۸۸۶۲	۲۰۵۳۳۵	۳۵۲۲۲۴	۸۷۳۰۸
۱۸۵۶ء	۲۰۰۵۳۶۳	۱۳۸۷۲۳	۶۸۲۰۰۸	۷۰۱۰۲۲	۴۹۵۰۱۸
۱۸۵۷ء	۱۷۹۳۲۷۹	۱۳۵۳۳۴۵	۲۴۹۶۸۴	۱۰۱۲۸۶۶	۳۹۶۳۸۴
۱۸۵۸ء	۲۰۴۸۷۷	۱۰۰۸۷۴	۱۵۷۵۱۹	۱۸۳۰۳۳	۱۶۳۴۵۱

(نہیں)

اُن اسلحہ و سامان جنگ کے اعتبار سے جو برون کے پاس موجود ہیں ظاہر  
 کسی قدر راستی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ یہ اعدا و حقیقتاً صحیح نہیں اور  
 دوسرے تین ابواب کا زیادہ تر حصہ تو یون کی خریداری فراہمی اسباب اور  
 قلعوں کی تعمیر میں صرف ہوا ہے۔ اسوجہ سے نامہ نگار اس پی کا یہ بیان جس کے  
 مراحل کی بین نے نقل کی ہے بہت صحیح معلوم ہوتا ہے کہ تیس برس سے  
 باشندگان کیپ ٹیچ موقع کے منتظر تھے۔ اب اُن کا وقت آگیا ہے و دوطوقا  
 اتنا پھینکیں گے اور تیش ہزار شجاعان ٹیچ آپ کو پامال کر ڈالیں گے مین نے آپ سے  
 بیچ کہا ہے۔ اور اس خط سے آپ پر حقیقت کھل گئی ہوگی۔

اسکے بعد یہ کون کہہ سکتا ہے کہ انگریزوں نے برون سے انٹی آبادی یا

۵۔ نہارت جس کا اعلیٰ فوج کشی ہوا۔

اون کا ملک لینے کے خیال سے خواہ مخواہ جنگس کی۔ یہ کہنے کے وہ خود اپنے  
پر حملے ہوئے تھے۔ کیونکہ بقول اون کے "اوپن رقت آگیا تھا" اور وہ یہ سمجھے  
ہوئے تھے کہ انٹل بغاوت نہف ٹرانسوال ہی میں نہ پھیلے گی۔ بلکہ اوس کے  
شعلے تمام کاؤفی میں بھڑک اٹھیں گے۔

اس اثنا میں جیسا کہ قبل ذکر ہوا۔ یوٹلیڈزس کی شکایتوں کی نسبت خط و کتابت  
جاری تھی۔ اور گورنمنٹ نور پر ظاہر کر دیا گیا تھا کہ عہد نامہ لندن ۱۸۸۴ء کے اس  
شرط کی تعمیل نہ کی گئی جس نے تمام باشندگان ٹرانسوال کے مساوی حقوق  
کی ذمہ داری کی تھی۔ مسٹر بیگرڈ نے اس نامہ و پیام کا لب لباب اسطور پر  
لکھا ہے اور اس سے بہتر اور کیا ہو سکتا ہے کہ اس مقام پر میں ہی اسے نقل  
کروں۔

"دو برس سے زیادہ ہوتا ہے کہ سرائفر ڈولڈز افریقہ جنوبی کے ہائے کشف  
مقرر ہو کر گئے۔ اس وقت سے باعانت گورنمنٹ ملکہ معظمہ وہ اس امر کی کوشش میں  
کرتے رہے کہ یوٹلیڈزس کی شکایتیں رفع ہو جائیں۔ اور جو کہ ورتین سلطنت  
انگریزی اور حکومت جمہوری ٹرانسوال کے درمیان پیدا ہو گئی ہیں۔ وہ بالکل  
سٹ جائیں۔ آخر کار کوششیں نتیجہ خیز ثابت ہوئیں اور سر اسفر ڈولڈز اور پریزیڈنٹ  
کرودونون یکجا جمع ہوئے۔ اس اجتماع کو عجلتہ بلوم فونٹین کہتے ہیں۔ جس کے  
انعداد کو چار مہینے کا عرصہ گزرا تھا۔ اس صحبت میں سرائفر ڈولڈز نے یہ بھڑک کر یہ کوئی

سخت سوال نہیں ہے اور علاوہ اسکے وہ لوگ ٹرانسوال کے دوسرے باشندوں  
 کی طرح مساوی حقوق کے مستحق ہیں پریزیڈنٹ سے یہ استدعا کی کہ جو پوائنڈس  
 ملک کو اپنا گھر سمجھ کر آباد کیا چاہتے ہیں وہ پانچ برس کی بود و باش کے بعد پھر  
 آزادی کے مستحق سمجھے جائیں۔ اس تجویز کو سٹر کرگ نے نامنظور کیا۔ کیونکہ حکومت  
 کی آزادی میں فرق آتا تھا۔ خیر جلبہ بھلاست ہوا۔

اس وقت سے اب یہ خیال پیدا ہوا کہ جنگ ضرور ہوگی۔ شاہی گورنمنٹ  
 کے متعدد مسالوں اور درخواستوں پر پریزیڈنٹ اور وائس روائے فریچر کے  
 وعدے کئے۔ مگر ان کے ساتھ چند شرائط ایسے تھے جن سے ان میں گہنہ  
 پڑ گئیں۔ تحسین اور جنگو شاہی گورنمنٹ قبول نہیں کر سکتی تھی اس کی مثال  
 یہ ہے کہ اگر گٹ کو جو پانچ برس کی مدت بود و باش کا وعدہ کیا گیا تھا اس کو  
 ساتھ یہ حق بھی لگا دی گئی کہ آئندہ اندرونی معاملات سلطنت جمہوری میں  
 دست اندازی نہ کی جائیگی۔ اور سلطنت ملکہ منظمہ پہر آزادی کی نسبت معصم نہ ہو۔ اور  
 اگر آئندہ اختلافات پیدا ہوں تو پانچاقتی اصول تسلیم کرنا ہوگا۔

اگر گورنمنٹ ان شرائط کو قبول کرتی تو اسکے یہ معنی تھے کہ ٹرانسوال کے  
 سر سے حکومت ملکہ منظمہ کا سایہ اٹھ جائے۔ کیونکہ ان لوگوں کی آئندہ مداخلت  
 مشروط تھی۔ اس لئے کہ وہ مجبوراً اس کا خیال رکھیں۔ مگر فریچر جو ایک سال  
 کے لئے عطا کی گئی تھی وہ دو سال منسوخ یا فضول سمجھی جاتی تھی۔

یہ بھی قابلِ غلط ہے کہ اس مسئلہ فرچر سے جانبدارین کی پیشین گوئی  
 دفع ہو سکتی تھیں۔ گو اس امر کو ظاہرِ اہست قوت دی گئی تھی اگر کچھ یوٹیلڈز اس  
 رباتِ برہمن بطورِ باشندہ رہنا پسند کرتے تو ایسی حالت میں یہ کہنا دشوار ہے  
 کہ اس مسئلہ خاص میں شاہی حکومت کو کیا مدد مل سکتی تھی گو وہ حالتِ اون  
 لوگوں کے لئے مفید ہوتی۔ اب جو سلوک کہ ہماری بند و ستاقی رعایا باشندہ  
 ٹرانسوال کے ساتھ ہو رہا ہے اُس اعتبار سے ہلوگوں کو کتنا چاہیئے۔

اولاً جو نئے برجس کہ پیدا ہوتے وہ چھوڑے ہوئے ملک کی ضرورتوں  
 اور خواہشوں کا مطلق خیال نہ کرتے اور یہ بھی سمجھتے کہ شرطِ اطاعت نے  
 انہیں مخالفیت پر مجبور کر دیا ہے کم سے کم اگر وہ مدد دے بھی سکتے جسے  
 سالہا سال کا عرصہ گزرتا تو یہ سلطنت کی دانائی اور شان کے خلاف تھا کہ وہ ان  
 لوگوں کی عمدہ خدمتوں پر بھروسہ کرتی جس کو کبھی اُس سے تعلق تھا۔

تھام اخباروں اور اکثر مقاموں میں یہ مشہور ہے۔ کہ جو ہانس برگ اور  
 اس کے یوٹیلڈز نے اس حالت کو انتہا تک پہنچایا ہے۔ لیبل فارورڈ  
 اور وہ حضرات جو ایڈیٹل پیکورڈس کے جا سکتے ہیں اون میں عام طور پر ہنگامہ  
 ہے کہ یہ لڑائی یوٹیلڈز اور اہلِ دل کے لئے برپا ہوگی مگر یہ خیال سرِ امر غلط ہے  
 ہاں یہ ضرور ہے۔ کہ یوٹیلڈز کے فنون نے ہوا بٹا کر حکومتِ ٹرانسوال کی  
 بد نظریہ میں ایک زخم پیدا کر دیا ہے۔ اور جنوبی افریقہ کے ڈچوں کے

کا نوٹن مین کچھ ایسا پہونکدیا ہے کہ آخر کار حکومت جمہوری جنوبی افریقہ اپنے کو آزاد سلطنت شاہی کے لقب سے پکارنے لگی۔ یہ امر مسلم ہے کہ یوٹلینڈر اور اسکے میگنٹس جن نام سے کہ رینڈ کے اہل دول پکارے جاتے ہیں سلطنت شاہی کی جنگ غالب سے بے انتہا فائدہ اٹھائینگے۔

مگر چونکہ لڑائی کا انجام یہ ہوگا کہ ہر سال لاکھوں کی آمدنی دوسرے کے کیون مین پہونچ جائے گی اسلئے یہ قیاس نہیں کیا جاسکتا کہ جنگ اس غرض سے کی گئی ہے سچ تو یہ ہے کہ کوئی پرانے شگون کیلئے اپنی ناک نہیں کٹائیگا بلکہ نہیں ملکہ شاہی سلسلہ ہے اور سلطنت کی ہیرو دی کے خیال سے اسکا تصفیہ ہو جانا چاہیے۔

اب پیام و سلام کا ذکر کرتا ہوں۔ وعدے و وعید پہلو تھی۔ عہد و پیمان تسلی آمیز فقرے دوسرے جلسوں کی تجویز یہ سب باتیں انواع و اقسام کی حیرانیوں کے ساتھ برابر پیش ہوا کین۔ آخر کار ۲۲ ستمبر کو مسٹر چیپرلین نے اب کر بذریعہ سر افریڈ ملز گورنمنٹ جمہوری جنوبی افریقہ کو اطلاع دی کہ اب ان باتوں میں گفتگو بیکار ہے اور گورنمنٹ ملکہ معظمہ مجبور ہے کہ اس معاملہ پر پھر غور اور ایسے قواعد مضبوط کرے جن سے فساد کا خاتمہ ہو جائے جسے سلطنت جمہوری کی عرصہ راز کی حکمت علی نے جنوبی افریقہ میں پھیلا رکھا تھا۔

گورنمنٹ آئندہ مرسلہ میں اپنی تجویزوں سے آپکو مطلع کریگی۔ اس کے جواب میں پریزیڈنٹ کروگر کا آخری خط آیا کہ ۲۲ گھنٹے کے اندر اگر مزاجی تمام



نوجین سرحدی مقاموں سے اٹھالین ملک کے لئے ولایت اور ہندوستان سے بھی فوج  
 لانے دین اور ان تمام فوجوں کو جو اس وقت جہاز پر ہیں اونہیں یہی ہرگز اترنے نہیں  
 بہلا ایسی بے سرو پا باتوں کا کیا جواب ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ۲۴ گھنٹے کے  
 بعد پور فوجیں سرحد شمال کے پار ہو گئیں اور میدان کارزار گرم ہو گیا۔

مگر یہ جنگ صرف ٹرانسوال کے بورون ہی کے ساتھ نہ تھی۔ بلکہ آرنج  
 فرمی اسٹیٹ کے پور بھی جن کے ساتھ ہمیشہ سے دوستانہ برتاؤ تھا اس  
 لڑائی میں شریک ہو گئے اور کھلم کھلا کہنے لگے کہ اگر جنگ چھڑی تو ہم اپنے  
 ٹرانسوال کے بہائیوں کا ہم در ساتھ دینگے اونہوں نے جیسا کھا ویسا ہی کیا مگوس سے  
 ہلوگ خشک ہیں نہ ہوتے اور اب بورون کی طرح وہ بھی ہمارے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں  
 ان واقعات کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ یہ بجا جنگ ہے۔ اس میں کلام نہیں  
 کہ چند فوج بورون کے مقابلہ میں انگلستان ایک الو العزم اور با عظمت سلطنت  
 کا تقد با عظمت۔ اس کا ثبوت پورون کو تین مہینے کی لڑائی کے بعد خود مل گیا تھا۔ مگر یہ  
 لڑائی امریکہ کی خانہ جنگی سے زیادہ بجا نہیں جسے چالیس برس کا زمانہ گزرا جبکہ فڈرٹون (اٹلیا) نے  
 نے تھان لی تھی کہ بہتر ہو گا کہ اپنی جان سے ماتہ دھوئیں بہ نسبت اس کے  
 کہ صوبجات متفقہ کو تباہ ہونے یا سلطنت سے نکل جانے دین۔

اس میں شک نہیں کہ انسان کی توجہ اور ہمدردی زیادہ تر قلیل جنگ  
 آزما لوگوں کی طرف مائل ہوگی جو ایسی چیز کے لئے لڑتے ہیں جبکہ وہ ویسے عزیز

رکتے ہیں۔ وہ اُسے آزادی کہتے ہیں مگر دراصل وہ آزادی نہیں بلکہ ایک قسم کی مطلق العنانی ہے یا یہ کیسے کہ تھوڑوں کا بہتوں پر ظلم ستانی کا حق جنگ لڑنا مین ہیٹ سی تو مین خاص کر کے انگریز اہل جنوبی صوبجات کے ہمدرد تھے جو ایک جم غفیر کا مقابلہ کر رہے تھے۔ مگر اب چونکہ اُسکے نتیجے سے ہر شخص واقف ہے کوئی خواب مین بھی نہیں کہتا کہ وہ بجا جنگ تھی۔ یہی حال اس لڑائی کا ہے جب لوگ یہ خیال کریں گے کہ برسوں سے بور لڑائی کی تیاریاں کر رہے تھے انکلیڈ سے بغاوت پر آمادہ تھے اور وقت کے منتظر تھے تو آپ ہی سمجھ جائیں گے کہ انگریز اسلئے نہیں لڑتے کہ چند معدنیات ملا پر قابض ہو جائیں یا کمپنی ہزار ہا ٹنلینڈ کے لئے آزادی حاصل کریں بلکہ اسلئے کہ بحیثیت سلطنت اُن کا وجود قائم رہے اگر انگریز جنوبی افریقہ کا خیال دل سے اٹھا دیں اور ڈچ بورون کی شہرطون پر حملہ کریں تو سلطنت انگلستان اور سلطنتون مین دوسرے درجہ کی شمار کیجائے گی اور جیسا کہ نامہ نگار اس۔ پی۔ نے پیشین گوئی کی ہے۔ اور زہر بست سلطنتیں جہاں فوجی خدمتوں کی قید ہے اور جہاں لوہا شجاعان یورپ مانے ہوئے ہیں وہ آپس میں مل جل کر اُن کی ریاستوں کا حصہ بخرہ کریں گے۔

مگر خدا کا شکر ہے کہ ابھی وہ دن کو سون دور ہے۔ ہاں اگر اس لڑائی سے کوئی نتیجہ حاصل ہوگا۔ تو وہ یہ ہے کہ تمام عالم پر آشکار ہو جائے گا کہ سلطنت انگلستان کس قوت اور قوت کی سلطنت ہے۔ اُس سے جو کچھ قصور ہوئے